قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

منگل 10/ جنوری 2023ء | 17/ جمادی الثانی 1444 ہجری قمری | 10/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:08

ارشاد باری تعالیٰ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۶۵﴾

(آل عمران: 165)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ یعنی میں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔

(حديقة الصالحين حديث صفحه 51)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

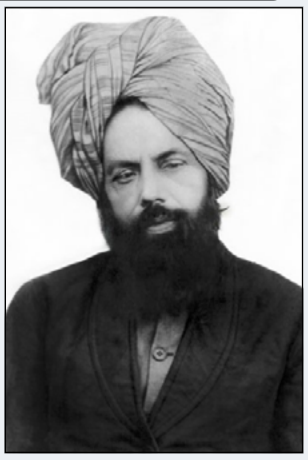

واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے۔ کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروانہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 111-112)

فرمانِ خلیفۂ وقت

ان عباد الرحمٰن میں سے سب سے بڑے عبد رحمٰن وہ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کی قوت قدسی نے عباد الرحمٰن پیدا کئے۔ تکبر سے رہنے والوں کو عجز کے راستے دکھائے۔ ان کے ذہنوں سے غلام اور آقا اور امیر اور غریب کی تخصیص ختم کر دی۔ یہ سب انقلاب کس طرح آیا۔ یہ اتنی بڑی تبدیلی دلوں میں کس طرح پیدا ہوئی۔ کیا صرف پیغام پہنچانے سے؟ تعلیم دینے سے؟ نہیں، اس کے ساتھ ساتھ خود بھی عبدیت کے اعلیٰ معیار آپؐ نے قائم کئے۔ خود بھی یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے دکھا کر اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھایا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کے اعلیٰ معیار بھی تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ عاجزی اور انکساری کے نمونے آپؐ نے عمل سے دکھائے کہ یہ میری زندگی کے ہر پہلو میں نظر آئیں گے۔ معاشرے کے غریب اور کمزور طبقے سے بھی میرا یہی سلوک ہے، جاہل اور اجڈ لوگوں سے بھی میرا یہی سلوک ہے، بڑوں سے بھی یہی سلوک ہے اور چھوٹوں سے بھی یہی سلوک ہے اور یہی سلوک ہے جو میری زندگی کے ہر لمحے میں ہر ایک کے ساتھ تمہیں نظر آئے گا۔ اور یہی کچھ دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے آپؐ کو یہ سند عطا فرمائی کہ وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ (القلم: 5) یعنی ہم قسم کھاتے ہیں کہ تو اپنی تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی اس قسم نے آپؐ کو عاجزی میں اور بھی بڑھایا۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت حسین بن علیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مجھے میرے حق سے زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندہ پہلے بنایا ہے اور رسول بعد میں۔

(خطبہ جمعہ 11/ مارچ 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- وہ قصیدہ میں کروں وصفِ مسیحا میں رقم (منظوم)
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ
- دیوان حافظ اور حافظ شیرازی کا تعارف
- فرانس کے شمال میں نویں بین المذاہب کانفرنس
- ایک سبق آموز بات

دربارِ خلافت

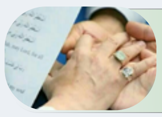

بچوں کی تربیت کے حوالے سے ماؤں کو نصائح

لجنہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2022ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو درج ذیل نصائح فرمائیں

یاد رکھیں کہ بچے بہت عقلمند ہوتے ہیں اور نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھتے ہیں اس لیے آپ کے اقوال و افعال اور کردار میں کوئی تضاد نہیں ہونا چاہیے یقیناً اگر احمدی والدین اپنے اندر اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی عادت پیدا کرنے سے قاصر رہے تو پھر ان کے بچے بھی بڑے ہو کر دنیا داری اور آج کل کے معاشرے میں بے دینی سے بہت متاثر ہوں گے۔ لہٰذا احمدی والدین کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ بڑے احتیاط کے ساتھ اپنے آپ میں بہتری لانے کی کوشش کریں تا کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور رہنمائی کرسکیں۔ روزانہ اپنے بچوں سے بات چیت کریں اور ان کو وہ چیزیں بتائیں جن کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قریب ہو جائیں۔ جیسا کہ کئی دفعہ پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ احمدی والدین کو شروع سے ہی اپنے بچوں کے ساتھ ایک حقیقی دوستی اور باہمی اعتماد کا تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ گو ہے تو یہ والدین کی، دونوں کی ذمہ داری ہے لیکن احمدی ماؤں پر خصوصی طور یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں سے ایک محبت اور قریبی تعلق پیدا کریں اور ان کے اندر دینی اقدار قائم کریں۔ آپ کو اپنے بچوں کا حوصلہ بڑھانا چاہیے تا کہ وہ آپ سے کھل کر اور بغیر کسی جھجھک کے بات کرسکیں۔ بچے فطرتاً متجسس ہوتے ہیں اور ماؤں کی ذمہ داری ہے کہ ان کے سوالوں کے جوابات دیں۔ اگر ماں کو اس کا جواب نہ آئے تو اسے چاہئے کہ اس کا جواب تلاش کرے بجائے اس کے کہ اسے بلا جواب چھوڑ دیا جائے۔ اس سلسلہ میں احمدی لڑکیوں اور خواتین کو اپنے دینی علم کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور عصر حاضرہ کے مسائل سے واقفیت ہونی چاہیے۔ اگر آپ اپنا علم بڑھائیں گی تو اس کے ذریعہ سے آپ کے دین میں بھی ترقی ہو گی۔ اپنے بچوں میں دین کیلئے دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کو بتائیں کہ دین کی کیا ضرورت ہے اور کیوں اس کو تمام امور پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اپنے بچوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کو یقینی بنانا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے اور ان احمدیوں کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے جن کے بچے اس معاشرہ میں پروان چڑھ رہے ہیں اور اس کوشش کی انجام دہی میں ماؤں کا بنیادی کردار ہے۔ آخر میں دوبارہ اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ’’صرف وہ جو اسے یاد کرتے ہیں اور اپنے دین کو ترجیح دیتے ہیں کامیاب ہوتے ہیں‘‘۔ پس اپنی نمازوں کو اہتمام کے ساتھ ادا کریں اور ہر لفظ پر غور کریں بجائے اس کے کہ (بغیر سمجھے) محض نماز کی حرکات وسکنات کو ادا کریں یا ہونٹ ہلا کر اس کے الفاظ پڑھ دیں۔ ایک مخلص خاتون کی دعائیں ایک بے حساب سرمایہ ہے اور اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے لئے، اپنے بچوں کیلئے، اپنے خاوند کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے اور اپنی جماعت کیلئے دعائیں کریں۔ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں اور دعا کریں کہ آپ خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہیں جو آپ کا خالق ہے اور صرف وہی ہے جو آپ کی پریشانیاں اور مشکلات دور کرسکتا ہے صرف وہی ہے جو آپ کو اسلام قبول کرنے کے بنیادی معیار سے بلند کر کے ایک حقیقی مومن جو ایمان میں مضبوط ہو کے معیار تک لے جاسکتا ہے، صرف وہی ہے جس کے رحم وکرم سے آپ کے بچے اپنے ایمان سے اور دین سے جڑے رہ سکتے ہیں۔ وہی ہے جو آپ کے خاوندوں کو غلط کاموں سے روک سکتا ہے اور ان کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرسکتا ہے۔ اگر احمدی خواتین اپنی ذمہ داریاں اور مقاصد کو پورا کریں گی تو وہ اپنے گھروں، اپنے شہروں اپنے ملکوں اور پوری دنیا میں ایک بڑا اخلاقی اور روحانی انقلاب لا سکتی ہیں اور لائیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ ان میں سے ہوں جو ایسے روحانی انقلاب کو ظہور میں لائیں اور اللہ کرے کہ آنے والی نسلیں یہ کہیں کہ اس دور کی احمدی ماؤں اور بچیوں نے ہمیں بچانے اور حقیقی روحانی نجات کی راہ پر ثابت قدم رہنے میں ایک غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ پر ہر لحاظ سے اپنا فضل فرماتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن 6/ دسمبر 2022ء)

میرے پیارے بابا

کاندھے تیرے شہسواری، گود تیری دلفگار
نصیحت انمول موتی اور غصہ میں بھی پیار

سارے بچوں کی محبت موجزن دل میں تیرے
محنت و ہمت تیری ہے روشنی کا اک مینار

میری ہر خواہش کو مکمل تیری محبت نے کیا
اور ہر کاوش کو تو نے دیا حوصلے کا بھی نکھار

مشکلیں آساں ہوئیں سائے میں تیرے سدا
کامیابی نے قدم چومے میرے کر کے سنگھار

تیری خندہ پیشانی سے ہوئیں منزلیں زیر نگیں
تیری قربانی و عظمت پر میری ہر شے نثار

پیکر ایثار و الفت ، جانثاری کی ہے انتہا
تیرا سایہ ہے حفاظت اور دعا ہے اک حصار

تو بھروسہ ،تو سہارا، تو محبت ،تو یقیں
ہاتھ تیرا پکڑ کر ہر قدم تھا پر وقار

تو ہی عظمت کا ستارہ تو ہی تو ڈھارس میری
اے میرے بابا! ہوں تجھ پر رحمتیں صد صد ہزار

باپ سے بڑھ کر نہیں رشتوں میں کوئی ہمسری
ہے خدا کی ہر صفت کا تجھ میں برحق اظہار

امجد خان۔ آسٹریلیا

مختار احمد

تلخیص صحیح بخاری سوالاً و جواباً

کتاب الوضوء جزو 3

قسط 13

سوال: حضورؐ کے وضو کے پانی کے چھنٹوں سے جابرؓ کی بے ہوشی کے ختم ہونے کا واقعہ کیا ہے؟

جواب: جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں بیمار تھا ایسا کہ مجھے ہوش تک نہیں تھا۔ آپؐ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا وارث کون ہوگا؟ میرا تو صرف ایک کلالہ وارث ہے۔ اس پر آیت میراث نازل ہوئی۔

سوال: کیا پانی کی کمی کے باعث مختصر وضو کرنا درست ہے؟

جواب: انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز کا وقت آ گیا، تو جس شخص کا مکان قریب ہی تھا وہ وضو کرنے اپنے گھر چلا گیا اور کچھ لوگ جن کے مکان دور تھے رہ گئے۔ تو رسول اللہؐ کے پاس پتھر کا ایک لگن لایا گیا۔ جس میں کچھ پانی تھا اور وہ اتنا چھوٹا تھا کہ آپ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے۔ مگر سب نے اس برتن کے پانی سے وضو کر لیا، انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے نفر تھے؟ کہا اسی (80) سے کچھ زیادہ ہی تھے۔

سوال: حضورؐ نے اپنی آخری بیماری کے وقت اپنی ازواج سے کیا اجازت طلب کی؟

جواب: حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہؐ بیمار ہوئے اور آپؐ کی بیماری زیادہ ہوگئی تو آپؐ نے اپنی بیویوں سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ آپ کی تیمارداری میرے ہی گھر کی جائے۔ انہوں نے آپ کو اجازت دے دی، ایک روز رسول اللہؐ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر گھر سے نکلے۔ آپ کے پاؤں کمزوری کی وجہ سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے، عباس رضی اللہ عنہ اور ایک آدمی کے درمیان آپ باہر نکلے تھے۔

سوال: آپؐ نے بخار کی تیزی ختم کرنے کی کیا سبیل فرمائی؟

جواب: عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب نبی کریمؐ اپنی ازواج سے اجازت لے کر جب اپنے گھر میں داخل ہوئے اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا میرے اوپر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالو، جن کے سر بند نہ کھولے گئے ہوں۔ یعنی ان کی ٹھنڈک ختم نہ ہوئی ہو تا کہ میں لوگوں کو کچھ وصیت کروں۔

تب آپؐ کو تانبے کے ٹب میں بیٹھا دیا گیا اور ہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی بہانا شروع کیا۔ جب آپؐ ہم کو اشارہ فرمانے لگے کہ بس اب تم نے اپنا کام پورا کر دیا تو اس کے بعد آپ لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔

سوال: کیا دورانِ وضو آپؐ سے کسی اقتداری معجزہ کا ظہور ہوا؟

جواب: حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ تو آپؐ کے لیے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں کچھ تھوڑا پانی تھا، آپؐ نے اپنی انگلیاں اس میں ڈال دیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا۔ پانی آپؐ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ اور اس ایک پیالہ پانی سے جن لوگوں نے وضو کیا، وہ ستر (70) سے اسی (80) تک تھے۔

سوال: حضورؐ غسل اور وضو کے لئے کتنا پانی استعمال فرماتے؟

جواب: انسؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہؐ جب نہاتے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک اور جب وضو فرماتے تو ایک مد تک پانی استعمال فرماتے۔

سوال: کیا پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے؟

جواب: جعفر بن عمروؓ نے اپنے والد حوالہ سے اور دیگر کئی لوگوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہؐ کو اپنے عمامے اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا۔

سوال: بکری وغیرہ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہؐ نے بکری کا شانہ کھایا۔ پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے گوشت کھایا اور نیا وضو نہیں کیا۔

سوال: کیا آپؐ نے کبھی ایک ہی وضو سے دو نمازیں ادا کیں؟

جواب: سوید بن نعمانؓ نے بیان کیا کہ فتح خیبر والے سال وہ رسول اللہؐ کے ساتھ صہبا کی طرف، جو خیبر کے قریب ایک جگہ ہے پہنچے۔ آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر کھانے میں صرف ستو لائے گئے۔ پھر آپؐ نے حکم دیا تو وہ بھگو دیے گئے۔ پھر رسول اللہؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔ پھر مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہیں کیا۔

سوال: کیا دودھ پینے کے بعد کلی کرنی چاہیے؟

عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے۔

سوال: کیا نیند کے غلبہ کے وقت وضو کر کے نماز ادا کرنی چاہیے؟

جواب: عائشہؓ نے بیان کیا رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے، تو چاہیے کہ وہ سو رہے یہاں تک کہ نیند کا اثر اس سے ختم ہو جائے۔ اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو وہ کچھ نہیں جانے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے نفس کو بد دعا دے رہا ہے۔

سوال: آپؐ کا نماز کے لئے وضو کا کیا معمول تھا؟

حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہؐ ہر نماز کے لیے نیا وضو فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کہا تم لوگ کس طرح کرتے تھے، کہنے لگے ہم میں سے ہر ایک کو اس کا وضو اس وقت تک کافی ہوتا، جب تک کوئی وضو توڑنے والی چیز پیش نہ آ جاتی۔

سوال: کیا ہلکی پھلکی نجاست بھی خدا کی ناراضگی کا موجب ہوتی ہے؟

جواب: ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ ایک دفعہ مدینہ یا مکہ کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ نے دو شخصوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب کیا جا رہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں پھر آپؐ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرا شخص چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور کی ایک ڈالی منگوائی اور اس کو توڑ کر دو حصے کیا اور ایک ایک ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ آپؐ نے کیوں کیا۔ آپؐ نے فرمایا اس لیے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں شاید اس وقت تک ان پر عذاب کم ہو جائے۔

سوال: اگر کوئی مسجد میں پیشاب کر دے؟

جواب: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ تو لوگ اس پر جھپٹنے لگے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہا دو۔ کیونکہ تم نرمی کے لیے بھیجے گئے ہو، سختی کے لیے نہیں۔

سوال: بچوں کے پیشاب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ اس نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو آپؐ نے پانی منگایا اور پیشاب کی ہوئی جگہ پر ڈال دیا۔

ام قیس بنت محصن نامی ایک خاتون سے کروایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کی خدمت اقدس میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئیں۔ جو کھانا نہیں کھاتا تھا۔ یعنی شیرخوار تھا رسول اللہؐ نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا۔ اس بچے نے آپؐ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ آپؐ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے نہیں دھویا۔

سوال: کیا کھڑے ہو کر اور اپنے ساتھی کو اوٹ کے طور پر کھڑا کر کے پیشاب کرنا جائز ہے؟

جواب: حذیفہؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہؐ جا رہے تھے کہ ایک قوم کی روڑی پر جو ایک دیوار کے پیچھے تھی پہنچے۔ تو آپؐ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا۔ تب آپؐ نے مجھے اشارہ کیا تو آپؐ کے پاس پردہ کی غرض سے آپؐ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ یہاں تک کہ آپؐ پیشاب سے فارغ ہو گئے۔ یعنی بامر مجبوری ایسی صورت جائز ہے۔

سوال: مسواک کرنے اور گلا صاف کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے رات رسول اللہؐ کے پاس گزاری تو میں نے دیکھا کہ آپؐ نے مسواک کی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہؐ اس طرح مسواک کر رہے تھے کہ جیسے قے کر رہے ہوں۔ یعنی دانتوں اور گلے کی صفائی سنت رسول اللہؐ ہے۔

سوال: کیا بڑے آدمی کو چیز پہلے پیش کرنا ادب کا تقاضا ہے؟

جواب: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ خواب میں مسواک کر رہا ہوں تو میرے پاس دو آدمی آئے۔ ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے چھوٹے کو مسواک دے دی پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔

سوال: کیا آپؐ نے سونے سے قبل وضو کی ہدایت فرمائی ہے؟

جواب: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ تو اس طرح وضو کرو جس طرح نماز کے لیے کرتے ہو۔ پھر داہنی کروٹ پر لیٹ کر پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ! اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَھْبَةً وَرَغْبَةً اِلَیْكَ لَامَلْجَأَ وَلَامَنْجَامِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ

اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا۔ اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی پشت پناہ بنا لیا۔ تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ اے اللہ! جو کتاب تو نے نازل کی میں اس پر ایمان لایا۔ جو نبی تو نے بھیجا میں اس پر ایمان لایا۔ اگر اسی رات سوئے سوئے مر گیا تو فطرت پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھے۔

سید انور احمد شاہ۔ برکینا فاسو

ممکنہ تیسری عالمی جنگ

قسط 1

قارئین الفضل کے لئے ایک نئے سلسلے کا آغاز

دنیا میں جنگوں کا ظہور جس کی کچھ وجوہات ذیل میں آپ کی نظر سے گزریں گی، جو دراصل انسان کی اس ہٹ دھرمی اور کبر وغرور کے سبب سے ہے کہ انسان نے اُن تعلیمات کو جو اس کے خالق نے عطافرمائی تھیں یکسر پسِ پشت ڈال دیا اور ہر دور میں اُس نے یہی سمجھا کہ بس یہی دنیا اور اس کا وجود ہی سب کچھ ہے۔

سب سے پہلی جنگ

نسل آدم کی پہلی جنگ اگر غور کریں تو وہ خود آدم اور شیطان کے مابین ہوئی۔ اور اس میں حکم الہٰی سے روگردانی اور غیراللہ کی پیروی نے آدم کو خجالت سے ہم آغوش کیا۔ پھر آدم کی وہی فضیلت ’’علم‘‘ کہ اس کو اسماء سکھائے گئے تھے ایک دفعہ پھر آدم کو عطا کی گئی اور اللہ تعالیٰ اس کی پشیمانی کو قبول فرماتے ہوئے رجوع برحمت ہوا اور آدم کو کلمات سکھائے اور اس نے ان کلمات سے اپنے اوپر توبہ، استغفار اور پردہ پوشی کا دروازہ وا کیا۔ اگر غور کریں تو انسان کے پاس ماسوئے استغفار کے کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اس کی ساری عمر کی کمائی یہی ہوتی ہے:

بس اک داغ سجدہ میری کائنات
جبینیں تیری آستانے تیرے

سورۃ الکہف کی آیت 74 کی تفسیر میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ اے لوگو تم شیطان کو کیا اس لئے دوست بناتے ہو کہ اس سے ترقی حاصل کرلو گے۔ حالانکہ تمہاری پیدائش میں اس کا کوئی دخل نہ تھا اور نہ اس کا زمین و آسمان کی پیدائش میں تھا بلکہ انسان کی تمام قوتیں نیکی کی خاطر پیدا کی گئی تھیں۔ اگر کوئی قوم خدا تعالیٰ سے دور ہوکر ترقی بھی کر جائے تومت خیال کرنا کہ اب خدا تعالیٰ دنیا کا کام اس کے ہاتھ میں دے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی حکومت اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اور رکھے گا ایسے لوگوں کی کامیابیاں محض عارضی ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا اس آیت میں ایک عظیم الشان مضمون بیان کیا گیا ہے۔ گزشتہ مضمون بتا رہا ہے کہ شیطان یا اس کی ذریت کو زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں کوئی دخل حاصل ہونا تو الگ رہا ان کو اس سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس میں بعض آدم کے مخالف یا دین سے بے بہرہ لوگ ایک نئی دنیا بسانے کے مدعی ہوں گے اور کہیں گے کہ وہ اپنے زور سے ایک نئی دنیا بسائیں گے۔ اور ایک نیا نظام قائم کریں گے اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ کیا کبھی پہلے ایسا ہوا ہے کہ نئی دنیا اور نیا نظام بنانے میں اللہ تعالیٰ نے شیطان اور اس کی ذریت سے مدد لی ہو۔ اگر پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تو آئندہ کس طرح ممکن ہے۔ ہمیشہ نئی دنیا اور نیا نظام اللہ تعالیٰ آدم اور فرشتوں کے ذریعہ سے بنایا کرتا ہے۔ پس اب بھی اسی طرح ہو گا نئی دنیا اور نیا نظام آدم ہی کے ذریعہ سے بنائے جائیں گے۔

جنگ کی وجہ، فلاسفی اور ضرورت

مامور من اللہ کا انکار

جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو سعادت مند لوگ اسے قبول کر کے انعامات کے حق دار بنتے ہیں۔ اور جو بدنصیب اس کے مقابل پر شوخی اور استہزاء سے کام لیتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے حصہ پاتے ہیں اگر اس اتمام حجت کے بعد بھی دنیا گناہوں میں ترقی کرتی جائے تو یہ بد اعمالیاں خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے کا باعث بنتی ہیں۔

(سلسلہ عالیہ احمدیہ، صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تقریر زیرعنوان، ’’امنِ عالم کے ذرائع‘‘، فرمائی تھی، آپ نے اپنی اس تقریر میں جنگوں کے وقوع پذیر ہونے کو بھی بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرماتے ہوئے جنگ کی آٹھ وجوہات پر روشنی ڈالی تھی۔ آپ ہی کے الفاظ میں وہ وجوہات درج ذیل ہیں:

لالچ

جنگ کی تحریک کی ایک بنیاد لالچ ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے حکم دیا لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعۡنَا بِهِۦٓ أَزۡوَٰجًا مِّنۡهُمۡ (طٰہٰ:132) کہ جو تمہارے ارد گرد قومیں ہوں ان کی طرف لالچی نظر سے مت دیکھو۔ چونکہ لالچ سے نفرت اس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک بعث بعد الموت پر یقین نہ ہو۔ اسلام نے حیات بعد وفات پر بار بار یہ فرمایا قرآن کریم میں ہے کہ کافر کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ اُٹھائے نہیں جائیں گے مگر یہ بالکل غلط ہے۔ (تو کہہ دے) مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔

اپنے کلچر کو اعلیٰ سمجھنا

جنگ کا دوسرا محرک یہ ہوتا ہے کہ کوئی قوم اپنا کلچر اعلیٰ سمجھ کر دوسری قوموں میں جاری کرنا چاہتی ہے۔ اسلام نے اس سے بھی روکا ہے۔ سورۃ الحجرات میں فرمایا: ’’اے مومنو، کوئی قوم دوسری قوم کو اپنے تصرف اور دبدبہ کے نیچے اس خیال کے ماتحت نہ لائے کہ میں اس سے اعلیٰ ہوں کیونکہ ممکن ہے اس کی تہذیب کی خامیاں کل ظاہر ہو جائیں۔‘‘

مذہبی برتری قائم کرنا

جنگ کا تیسرا سبب مذہبی برتری قائم کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے اسے لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ (البقرہ: 257) کہہ کر رد کیا اور بتایا کہ اگر ایک مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تو اسے لوگوں سے زبردستی منوانا بیوقوفی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو جب خدا تعالیٰ زبردستی نہیں منواتا تو کسی اور کے لئے کیونکر جائز ہے۔

حمیت جاہلیت

جب کوئی فرد یا قوم کسی بادشاہ کی یا وزیر کی ہتک کر دیتا ہے تو لڑائی چھڑ جاتی ہے اور لاکھوں جانیں جاتی ہیں۔ یہ حمیت اور جاہلیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے جب طبیعت میں حسد اور غصہ کے جذبات ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں فرمایا ہے وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَـَٔانُ قَوۡمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعۡدِلُواْۚ ٱعۡدِلُواْ هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَىٰ (المائدہ:9) عداوت، بغض یا طبیعت کی خرابی کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ تم دوسروں سے لڑو بلکہ چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔

ایک ملک کا دوسرے ملک کے لئے اپنے دروازے بند کر دینا

جنگ کا پانچواں سبب یہ ہوتا ہے کہ ایک حکومت دوسری حکومت کے لئے اپنے ملک کے دروازے بند کر دیتی ہے۔ یہ مذہبی اغراض کے لئے ایک محدود علاقہ کے لئے جائز ہوسکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ کی حدود میں مشرکین کے داخلہ کو منع فرمادیا گیا ہے۔ مگر عام طور پر اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ چنانچہ فرمایا گیا تِلۡكَ ٱلدَّارُ ٱلۡأٓخِرَةُ نَجۡعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوّٗا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فَسَادٗا (القصص: 84)

ناجائز فوائد حاصل کرنے کی کوشش

جنگ کا چھٹا موجب یہ ہوتا ہے کہ ایک قوم دوسری قوم کو کمزور کر کے اپنے لئے ناجائز فوائد حاصل کرنا چاہتی ہے یہ بھی منع ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ إِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَجَعَلَ أَهۡلَهَا شِيَعٗا (القصص: 8) فرعون نے اپنی قوم کے ٹکڑے کر دیئے ایک کو اعلیٰ عہدہ دیتا اور دوسرے کو گراتا۔ چونکہ اس طرح باہمی تنافر پیدا ہو کر لڑائی ہو جاتی ہے اس لئے اسلام اس سے منع کرتا ہے۔

سود

جنگوں کا ساتواں سبب سود ہے۔

قومی نااہلی اور کمزوری

آٹھواں سبب قوم خود پیدا کرتی ہے اور وہ اس کی اپنی کمزوری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَأَعِدُّواْ لَهُم مَّا ٱسۡتَطَعۡتُم مِّن قُوَّةٖ (الانفال: 61) یعنی اپنے اندر جس قدر قوت پیدا کر سکتے ہو پیدا کرو۔

(انوار العلوم جلد 14، صفحہ 162-164)

جنگوں کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عوام اپنی حکومت کے ساتھ مخلص نہیں ہیں اور دشمن کے ساتھ ساز باز تک نوبت آ گئی ہو۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے:

بعض اسلامی حکومتوں پر عیسائی حکومتوں نے اس لئے جنگ مسلط کر دی تھی کہ ان کو معلوم ہوا کہ وہاں کے عیسائی باشندے اپنی حکومت کے خلاف ان کی مدد کریں گے۔ لہذا جب بیرونی حملہ ہوا تو اسی وقت اندرونی سازشیں بھی شروع ہوگئیں ایسے میں دشمن کو تقویت ملتی ہے اور وہ زیادہ وثوق کے ساتھ اپنی فتح کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو بہت سی جنگیں رک جائیں اور اگر شروع بھی ہو جائیں تو ایسی سلطنت جس کے گھر میں اتفاق و اتحاد ہو، دشمن کا عمدگی سے مقابلہ کرسکتی ہے اور اسے بھگا سکتی ہے۔ کیونکہ اسے گھر کا فکر نہیں ہوتا کہ اس میں فساد پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ساری توجہ اور قوت دشمن کے دفاع میں لگ جاتی ہے اور اسے

شکست دے دیتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 5-6)

ماہ جون 2022ء میں ترکی کے صدر طیب اردوان نے اپنے ایک عوام سے خطاب میں قوموں کی تباہی کے ذیل میں ایک واقعہ بیان کیا کہ جب چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تو ایک موقع پر اُس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اُس کی کسی عالم سے ملاقات کروائی جائے۔ کوئی عالم اس سے ملنے کو رضا مند نہ ہو رہا تھا آخر کار ایک نوجوان عالم دین نے رضامندی کا اظہار کیا اور اپنے ساتھ ایک اونٹ، ایک بکرا اور ایک مرغا لیکر ہلاکو خان کو ملنے کے لئے حاضر ہوا۔ اس کو دیکھ کر ہلاکو خان نے کہا کہ تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں تھا؟ اس نے جواب دیا اگر آپ کسی بہت بڑے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو خیمے سے باہر ایک اونٹ موجود ہے، اگر آپ کسی بڑی سی داڑھی والے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو باہر ایک بکرا موجود ہے اور اگر آپ کسی بلند آواز والے سے بات کرنا چاہتے ہیں تو باہر ایک مرغا موجود ہے، ہلاکو خان نے لاجواب ہو کر کہا کہ یہ بتاؤ تمہاری اس شکست اور رسوائی کا سبب کیا ہے؟ اس عالم نے جواب دیا کہ یہ ہمارے اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات کے کفران کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس نے دوسرا سوال کیا کہ اب تم لوگ کیسے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرو گے؟ عالم نے جواب دیا کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرنے لگیں گے اور خالص اس کے بندے بن جائیں گے تو وہ ہمیں دوبارہ معزز کر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو خط یو ایس اے، کے صدر باراک اوبامہ کو تحریر فرمایا تھا اس میں آپ نے جنگ کی وجوہات کی بابت فرمایا:

As we are all aware, the main causes that led to the Second World War were the failure of League of Nations and the economic crisis, which began in 1932. Today, leading economists state that there are numerous parallels between the current economic crisis and that of 1932. We observe that political and economic problems have once again led to wars between smaller nations, and to internal discord and discontentment becoming rife within these countries. This will ultimately result in certain powers emerging to the helm of Government who will lead us to world war.

اردو مفہوم: جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے، دوسری جنگ عظیم دوم کا باعث بننے والی بڑی وجوہات میں، لیگ آف نیشنز کی ناکامی اور وہ معاشی مسائل تھے جن کا آغاز 1932ء میں ہوا۔ آج دنیا کے بڑے بڑے ماہرِ معاشیات اس بات پر متفق ہیں کہ اس وقت جو معاشی مسائل درپیش ہیں ان میں بڑی واضح مشابہات موجود ہیں جو 1932 ء میں موجود تھیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اختلافات اور معاشی مسائل کی وجہ سے دنیا میں اس وقت کئی چھوٹے ممالک برسر پیکار ہیں، اور اندرونی رنجشیں اور بے چینی کی وجہ سے یہ ممالک افراتفری کا شکار ہیں۔ یہ آخرِ کار، ان حکومتوں کی وجہ سے جو ان ممالک کو شے دے رہی ہیں ایک عالمی جنگ کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔

(The World Crisis and Path Way to Peace, page15)

بعض دفعہ جنگ قیام امن کی ضامن ہوتی ہے

صلح کیتیاں فتح جے ہتھ آوے
کمر جنگ تے مول نہ کسیئے نی
جے کر یار دے ناں دی ملے سولی
چوھٹا لے لئے پشاں نہ ہیٹئے نی
خون دے کے لکھاں شہیداں دا
تاں بتی اک موم دی بلدی اے

جنگ کی بابت اگر کوئی یہ سمجھتا ہے یہ ہر حال میں ایک ممنوعہ فعل ہے، ایسا ہرگز نہیں خدا تعالیٰ نے مومنین کو سرحدوں پر ہر آن چوکس رہنے کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ بات بتا دی ہے کہ اگر دو مسلمان قومیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کروا دیا کرو اور پھر ان کے درمیان جو صلح کا معاہدہ ہوا ہے کوئی ایک قوم اگر اس کی خلاف ورزی کرتی ہے تو اس کے خلاف جنگ کرو اور معاہدہ کی پابندی کراؤ۔

(تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 57)

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ:

بے شک محمد رسول اللہ ﷺ مدرس امن ہیں اور اسلام نے وہ تعلیم دی ہے جو فطرت انسانی کے مطابق ہے اور فطرت انسانی اس کا اقرار بھی کرتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا لڑائی بالکل ہی بری چیز ہے؟ قرآن کریم اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ امن کے قیام کے لئے بعض دفعہ جنگ کی بھی ضرورت ہوتی ہے جیسے انسان کے جسم کا کوئی حصہ گل جائے تو فیس دے کر اس کو ڈاکٹر سے کٹوایا جاتا ہے اسی طرح سرطان کے مریض کے بعض اعضاء کو اس لئے کاٹ دیتے یا نکال دیتے ہیں تا باقی جسم صحت مند رہ سکے۔ اسی طرح ایک چھوٹے فائدہ کو قربان کر کے ایک بڑے فائدہ کو حاصل کیا جاتا ہے۔

ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

ہماری جماعت ہر موقع پر باامن جماعت رہی ہے۔ اب بھی باامن ہے اور باامن رہے گی۔ مگر اس کے معانی یہ نہیں کہ ہم کسی جبر سے اپنے حقوق چھوڑ دیں اور ان کی حفاظت نہ کریں۔ دنیا میں سب سے بڑھ کر باامن رسول کریم ﷺ تھے مگر آپ کی آخری عمر لڑائیوں میں ہی گزری۔ دراصل امن اور جنگ متضاد نہیں بعض دفعہ امن اور جنگ ایک ہی ہوتا ہے۔ بعض دفعہ جنگ امن کے خلاف ہوتی ہے اور بعض دفعہ جنگ ایک حد تک امن کے خلاف ہوتی ہے اور ایک حد تک اس کے موافق بعض دفعہ امن کے قیام کے لئے جنگ کرنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ امن کی بربادی کے لئے جنگ کی جاتی ہے اور بعض دفعہ بین بین حالت ہوتی ہے یعنی نیت تو امن قائم کرنے کی ہوتی لیکن فعل امن برباد کرنے والا ہوتا ہے۔ یا نیت تو امن برباد کرنے والی ہوتی ہے لیکن فعل امن قائم کر دیتا ہے۔ پس جبکہ قیام امن کے لئے جنگ بھی ضروری ہوتی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری اولادیں بہادر اور مضبوط دل کی ہوں۔ ہمارے ملک میں بہت بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب مردوں کے لئے کوئی خاص کام کرنے کا وقت آتا ہے تو عورتوں میں شور پڑ جاتا ہے کہ ہمارے بچے، ہمارے بھائی، ہمارے خاوند، ہمارے دوسرے رشتہ دار تکلیف میں مبتلا ہو جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ کو جہاں مرد جری اور بہادر ملے تھے وہاں عورتیں بھی نہایت قوی دلاور اور مضبوط حوصلہ والی ملی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے غلاموں نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ ورنہ اگر میدان جنگ میں جانے کے لئے گھر سے نکلنے والا مرد گھر میں روتی ہوئی ماں، چلاتی ہوئی بیوی، اور بے ہوش بہن کو چھوڑ کر جائے گا تو کوئی بہادرانہ کام نہیں کر سکے گا کیونکہ اس کے دل پر غم کا بادل چھایا ہوگا۔۔۔۔ لیکن اگر وہ گھر والوں کو ہشاش بشاش چھوڑ کر جاتا ہے تو پوری طرح جان بازی دکھا سکے گا۔

(انوار العلوم جلد 11 صفحہ 46-47)

امن کے لئے جنگ کی ضرورت بیان کرتے ہوئے تاریخ سے ایک واقعہ بیان فرمایا: کہتے ہیں مہاراجہ کشمیر نے کشمیریوں کی ایک فوج تیار کی اور اسے دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ ان کے افسر مہاراجہ کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم لڑائی پر جانے کے لئے تیار ہیں مگر ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں مہاراجہ سمجھا کہ شائد کہیں گے تنخواہ میں اضافہ ہونا چاہئے یا کوئی اور حق طلب کریں گے اس نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ پٹھانوں سے مقابلہ ہے سنا ہے وہ بڑے سخت لوگ ہوتے ہیں ہمارے ساتھ پہرے کا انتظام ضروری ہے۔ اسی دن سے اس قوم کو فوج میں بھرتی کرنا بند کر دیا گیا۔۔۔

حالانکہ یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ محمود غزنوی نے جتنے حملے ہندوستان پر کئے ان میں سے صرف دو میں اسے شکست ہوئی اور یہ دو حملے وہی تھے جو اس نے کشمیر پر کئے۔

گویا کسی زمانے میں اس قوم نے وہ کام کیا جو ہندوستان بھر میں کوئی اور قوم نہ کر سکی تھی لیکن آہستہ آہستہ جب اسے جنگی کاموں سے الگ کر دیا گیا تو اس میں فوجی ملکہ نہ رہا تو یہی قوم بزدل بن گئی۔

(ماخوذ از انوار العلوم جلد 16، صفحہ 270-275)

آپ نے مزید اس موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک بادشاہ کا واقعہ سنایا کرتے تھے جس نے حکم دیا کہ فوج پر خواہ مخواہ اتنا خرچ کرنا پڑتا ہے اور یہ کام بھی کچھ نہیں دیتی اس لئے اسے موقوف کر دیا جائے۔ چنانچہ فوج برخواست کر دی گئی۔ کسی نے کہا کہ فوج موقوف کر دی گئی تو دشمن کا مقابلہ کون کرے گا؟ بادشاہ نے کہا کہ اگر ایسا وقت آیا تو ہم ملک کے قصابوں کو جمع کر کے بھیج دیں گے۔ جب پاس کے کسی بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی تو اس نے اس ملک پر حملہ کر دیا۔ اس لئے ملک کے قصابوں کو کہا گیا کہ اپنی چھریاں اور چھرے لے کر جاؤ اور دشمن کا مقابلہ کرو قصاب چلے تو گئے لیکن تھوڑی دیر بعد بھاگتے ہوئے آئے فریاد، فریاد بادشاہ سلامت ان لوگوں کو روکا جائے اس طرح جنگ نہ کریں ہم تو ان میں سے کسی ایک کو پکڑ کر زمین پر لٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرتے ہیں لیکن وہ تو بے تحاشہ قتل کرتے چلے جاتے ہیں کچھ دیکھتے ہی نہیں۔ اتنے میں حملہ آوروں نے بادشاہ کو بھی مار دیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔

خلاصہ یہی ہے کہ اگر آپ امن پسند اور صلح جُو بھی ہیں تو وہ جو آپ کے ملک پر حملہ آور ہو رہا ہے اس کو روکنے کا چارہ اب آپ کے پاس ہونا

ضروری ہے۔ بصورت دیگر آپ کی سلامتی اور آپ کا وجود دونوں کسی اور کے رحم وکرم پر ہوں گے۔ اور اس کی مثالیں آج کی دنیا میں بھی دیکھنے کو مل رہی ہیں۔

بعض جنگیں جو بہت معمولی وجوہات پر لڑی گئیں

انگلینڈ اور فرانس کی جنگ

ایسی جنگوں میں ایک جنگ وہ ہے جو انگلینڈ اور فرانس کے مابین 115 سال تک جاری رہی۔ جنگ اس بات پر ہوئی کہ یہ دونوں ہی تاج فرانس کا خود کو حق دار گردانتے تھے۔ یہ جنگ 24/ مئی 1337ء سے لے کر 19/ اکتوبر 1453ء تک جاری رہی اور آخر کار فرانس ہی تاج فرانس کا حقدار ٹھہرا۔

رومن کی سب سے بڑی لڑائی

یہ لڑائی جنگ کونائے کے نام سے جانی جاتی ہے۔ یہ جنگ 218 قبل مسیح سے لیکر 201 قبل مسیح تک جاری رہی یہ جنگ رومن اور ہنی بال کے درمیان ہوئی۔

جنگ بسوس

زمانہ جاہلیت میں عرب بڑے فخر سے خانہ کعبہ میں اپنے مظالم کے قصے لٹکاتے تھے اور اپنے ظالم ہونے پر فخر کرتے تھے عرب میں ایک جنگ قبیلہ بنو تغلب اور قبیلہ بنو بکر کے درمیان چالیس سال تک لڑی گئی تھی، اس کا باعث یہ تھا کہ بنو تغلب کا سردار جس کا نام کلیب تھا ایک دن ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ اس کو ایک پرندے کے بولنے کی آواز آئی اس نے جب اوپر نظر کی تو ایک پرندے کا گھونسلا اس نے دیکھا اور لہر میں آکر کہا، میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اتفاق کی بات اگلے دن جب وہ وہاں گیا تو دیکھا کہ گھونسلہ گرا ہوا ہے اور پاس ہی ایک اونٹنی چر رہی ہے۔ اس نے اندازہ لگایا کہ ضرور اس اونٹنی نے درخت کی شاخیں کھاتے کھاتے گھونسلہ گرادیا ہے۔ یہ اونٹنی اس کی بیوی کے بھائی جساس کے ایک مہمان کی تھی، جساس کا تعلق قبیلہ بنو بکر سے تھا اور وہ اپنی خالہ جس کا نام بسوس تھا کے پاس رہتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں بسوس، کلیب کی خالہ ساس تھی۔ چونکہ جس پرندے کا گھونسلہ گرایا گیا تھا وہ سردار کلیب کی پناہ میں تھا اس لئے کلیب نے اس اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ بسوس نے جب دیکھا کہ اونٹنی کو مار دیا گیا ہے تو اس نے عربوں کے رواج کے مطابق دہائی دینی شروع کر دی کہ ظلم ہو گیا ہمارے مہمان کی اونٹنی کو کلیب نے ہلاک کر دیا کوئی ہے جو قبیلہ کی اس ہتک کا بدلہ لے، لہٰذا جساس اسی وقت اپنے بہنوئی کلیب کو جو کہ اپنے قبیلہ کا سردار تھا قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دونوں قبیلوں میں جنگ کا آغاز ہو گیا اور چالیس سال تک یہ جنگ جاری رہی اور اس جنگ میں بہت سی جانیں ضائع ہوئیں، بچے یتیم ہوئے اور عورتیں بیوہ ہوئیں انسانیت نے وسیع پیمانے پر اس سے دکھ اٹھائے مگر عرب اس بات پر ہی مصر رہے کہ ہم معاف نہیں کرتے بدلہ لیتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 9-10)

عربوں کی ایک جنگ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عربوں کی ایک جنگ کے بارے تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 179 پر ذکر فرمایا جو سو سال تک لڑی گئی تھی واقعہ یوں ہے کہ ایک عرب کے کھیت میں ایک کتیا نے بچے دے دیئے کسی عرب کا اونٹ کھل کر اس کھیت میں چلا گیا اور اس کے پاؤں تلے ایک بچہ کتیا کا مر گیا، کھیت والے نے سمجھا کہ کتیا نے میرے کھیت میں پناہ لی تھی اس کا بچہ مارا گیا ہے اس لئے مجھے اس کا بدلہ لینا چاہئے لہٰذا اس نے اس اونٹ کو مار دیا۔ جس کا اونٹ تھا وہ کسی اور عرب کا مہمان تھا۔ اس عرب نے کہا چونکہ میرے مہمان کا اونٹ مارا گیا ہے اس لئے اس کا بدلہ لینا میرا فرض ہے اس لئے اس اونٹ کو مارنے والے عرب کو مار دیا۔ اس مقتول کی قوم نے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے اجتماع کیا جس پر قاتل کی قوم نے اپنے بھائی کی مدد کا فیصلہ کیا اور باہم جنگ شروع ہوگئی جس میں آہستہ آہستہ دوسری اقوام بھی شامل ہوتی گئیں اور سارے عرب میں سو سال تک جنگ ہوتی رہی۔ جب رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عرب پر حکومت عطا فرمائی تو اس وقت تک ہزاروں انسانوں کا خون اسی قسم کے بدلوں میں لیا جا چکا تھا اور سینکڑوں انسان ایسے تھے جن کے خون کا بدلہ لیا جانا ابھی باقی رہ جانے والا تھا اس لئے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے آپ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ایک واعظ فرمایا۔۔۔ آئندہ ہر خون کا بدلہ لینے کی حکومت ذمہ دار ہوگی۔۔۔ باقی رہے پچھلے خون سو آج میں ان سارے خونوں کو معاف کرتا ہوں اب کسی کا کوئی حق نہیں کہ وہ ان میں سے کسی خون کا بدلہ لے اس پر سب لوگ تسلی پا گئے اور امن قائم ہو گیا۔

دنیا میں برپا ہونے والی ہولناک جنگوں کا ذکر

اگر گوگل پر ہولناک جنگوں کے لئے تلاش کریں تو مندرجہ ذیل بارہ جنگوں کا ذکر ملتا ہے۔ اس میں سے چھ جنگیں ہیں جو مختلف متحارب گروہوں/ ملکوں کے درمیان ہوئیں اور چھ باقی جنگیں کہہ لیں یا خونی انقلابات ہیں جن میں سے ایک روس میں اور باقی پانچ چین میں مختلف وقتوں میں کئی کئی سال جاری رہے ہیں اور ان میں ہر بار لاکھوں کی تعداد میں انسانی جانیں ہلاکت کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ ذیل میں ان جنگوں کا ذکر وقوع پذیر ہونے کی ترتیب سے کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان خونی انقلابات کا ذکر ہے۔

اول۔ تیس سالہ جنگ

یہ جنگ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مملکتوں کے درمیان یورپ میں 1618ء سے لیکر 1648ء تک جاری رہی۔ چونکہ اس جنگ کی مدت تیس سال تھی اس لئے اس کو اسی لحاظ سے تیس سالہ جنگ کا نام دیا گیا۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اس جنگ میں لگ بھگ آٹھ ملین شہری اور فوجی ہلاک ہوئے۔

نیپولین کی جنگیں

یہ جنگیں 1803ء سے لے کر 1815ء تک لڑی جاتی رہیں یہ فرانس کی بادشاہت اور اس کے خلاف اٹھنے والے مختلف اتحادوں کے درمیان ہوتی رہی تھیں۔ ان جنگوں کو تیسری کولیشن، چوتھی کولیشن، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور فائنل کولیشن کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان جنگوں میں براہ راست اور بلواسطہ ہلاک ہونے والوں کی تعداد ساڑھے تین سے لے کر چھ ملین شمار کی گئی تھی۔

سوم۔ پہلی عالمگیر جنگ

یہ جنگ 28/ جولائی 1914ء کو شروع ہوئی اس کے آغاز کا سبب آسٹریا کے آرچ ڈیوک کا قتل بنا۔ اس جنگ میں ایک طرف جرمنی، آسٹریا ہنگری، بلغاریہ، اور سلطنت عثمانیہ شامل تھے جبکہ دوسری طرف برطانیہ، فرانس، روس، اٹلی، رومانیہ، کینیڈا، جاپان اور امریکہ شامل تھے۔ یہ جنگ چار سال جاری رہی اور 11/ نومبر 1918ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس جنگ میں لگ بھگ گیارہ ملین فوجی اور سات ملین شہری آبادی موت سے ہمکنار ہوئی اس طرح اندازہ ہے کہ اٹھارہ ملین افراد لقمۂ اجل بن گئے۔ جنگ عظیم اول کا آغاز اتنی اچانک ہوا کہ لوگ حیران رہ گئے اور بڑے بڑے مدبروں نے اقرار کیا کہ گو وہ ایک جنگ کے منتظر تو تھے مگر اس قدر جلد پھوٹ پڑنے کی ان کو امید نہ تھی اور وجہ اس کی آسٹریا کے شہزادے اور اس کی بیوی کا قتل بنا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا جنگ کی آگ میں کود پڑی۔

چہارم: دوسری چین جاپان جنگ

یہ جنگ مارکو پولو برج کے واقعہ کے ساتھ شروع ہوئی بعد میں ایک بھرپور جنگ کی شکل اختیار کر گئی۔ یہ جنگ 1937ء سے لے کر 1945ء تک جاری رہی اس جنگ میں دونوں اطراف سے شہری

بقیہ صفحہ 08 پر

دعا کا تحفہ

نماز استسقاء

حضرت عبادؓ بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قحط سالی میں نمازِ استسقاء کے لئے باہر کھلی جگہ تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی جس میں بلند آواز میں فاتحہ کے بعد تلاوتِ قرآن کی۔ نماز کے بعد اپنی چادر اُلٹائی اور ہاتھ اُٹھا کر قبلہ رُو ہو کر بارش کی دعا کی۔ اِس موقع پر آپؐ سے درج ذیل دُعائیں مروی ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيًّا مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَاءِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ:۔ اے اللہ! ہمیں برسنے والا پانی پلا۔ گھبراہٹ دور کرنے والا نیک انجام، فائدہ بخش نقصان سے پاک۔ جو جلد آنے والا ہو دیر سے آنے والا نہ ہو۔ اے اللہ! اپنے بندوں کو پانی پلا اور اپنے جانوروں کو بھی! اور رحمت پھیلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔ اے اللہ ہمیں پانی پلا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 116-117)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ملک حماد احمد طاہر

دیوان حافظ اور حافظ شیرازی کا تعارف

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ملفوظات میں اور کتب میں فارسی زبان کے جن چوٹی کے شعراء کے کلام کو بارہا بطور مثال پیش فرمایا ہے ان میں سے حافظ محمد شیرازی بھی ایک ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے تفسیری لیکچرز میں جابجا حافظ محمد شیرازی کے اشعار کو بیان فرمایا ہے۔ فارسی شعراء میں حافظ شیرازی کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی حافظ شیرازی کا مختصر تعارف الفضل کے قارئین کی خدمت میں پیش ہےَ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حافظ شیرازی کے بارہ میں اپنے منظوم کلام درمکنون میں فرماتے ہیں:

کجا رفت حافظ کہ دیوان اُو
دہد یاد از رفعت شان اُو
رہِ رَاستِی آورد در مَقال
اَزِین اعتبار است اُفتَد بِفَال

ترجمہ: حافظ کہاں گیا کہ جس کا دیوان اس کے بلند مقام کی گواہی دیتا ہے اور وہ اس قدر اپنے دیوان میں سچی بات کرتا ہے کہ اس کے کلام سے فال لی جاتی ہے۔

حافظ کا نام محمد، لقب شمس الدین اور تخلص حافظ تھا۔ حافظ نے خود اپنا نام یوں تحریر کیا ہے: محمد بن المقلب بہ شمس الحافظ الشیرازی۔ حافظ کے سال ولادت کے بارے میں محققین کا نقطہ نظر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں تحریر ہے کہ حافظ آٹھویں صدی کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ محترم نفیسی نے حافظ کا سال پیدائش 726 ہجری سے 729 ہجری کے درمیان قرار دیا ہے۔ مختلف شہادتوں کی بنیاد پر حافظ کا سال ولادت 726 ہجری مانا جاتا ہے۔ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا 764 ہجری میں فوت ہوا۔ اس وقت حافظ کی عمر 37 سال تھی۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ حافظ کا سال ولادت 726 ہجری ہے۔ اس طرح حافظ کا سال وفات 791 ہجری تحریر کیا گیا ہے۔ اس طرح وفات کے وقت حافظ کی عمر 65 سال تھی۔ حافظ کے دادا کا لقب غیاث الدین اور باپ کا لقب بعض تذکرہ نگاروں نے بہاءالدین اور بعض نے کمال الدین تحریر کیا ہے۔

حافظ کے والد اصفہان میں رہتے تھے۔ بعد میں اپنا وطن چھوڑ کر تجارت کی غرض سے اہل و عیال کے ساتھ شیراز آن بسے۔ والد کی وفات پر حافظ کی ماں اور دو بھائی باقی رہ گئے۔ بھائیوں میں حافظ سب سے چھوٹے تھے۔ ان کے بڑے بھائی خواجہ خلیل عادل 775 ھجری میں وفات پا گئے جبکہ دوسرا بھائی ماں اور بھائی کو تنہا چھوڑ گیا۔ حافظ محنت مزدوری کر کے روزی کماتے اور فرصت کے وقت قریبی مدرسے میں تعلیم حاصل کرتے۔ انہوں نے بعد میں شیراز کے نامور اساتذہ سے متداولہ علوم حاصل کیے اور قرآن مجید حفظ کیا اور اسی نسبت سے حافظ تخلص اپنایا۔ آپ نے الہیات، تفسیر، فقہ اور حکمت کا مطالعہ کیا۔ علم ہندسہ اور موسیقی سے بھی آپ کو بہت لگاؤ تھا۔ آپ کے معاصر اور ہم درس نے آپ کو مولانا الاعظم، استاد تحاریر الادباء اور فخر العلماء کے ناموں سے یاد کیا ہے۔ آپ کو لسان الغیب بھی کہا جاتا ہے۔ حافظ شیرازی کی زندگی کا زمانہ 726 سے 792 ہجری شمار کیا جاتا ہے۔ یہ ایران میں جنگ و جدال اور ناآرامی کا زمانہ تھا۔ تیموری حملوں کے نتیجے میں ایران کی بستیاں تباہ و برباد ہوگئیں۔ اس کے باوجود علما اور شعرا علمی اور عرفانی محفلیں برقرار رکھتے تھے۔ حافظ نے شیخ مجد الدین، شیخ بہاؤالدین، سید شریف جرجانی اور شمس الدین عبد اللہ شیرازی سے استفادہ کیا۔ انہیں شیراز سے بے حد محبت تھی اسی لیے انہوں نے مصلی اور رکن آباد سے دوری اختیار نہ کی۔ اپنی پوری زندگی میں یزد اور ہرمز کی جانب دو مختصر سفر کیے جو ان کے لیے خوشگوار نہ تھے۔ دیوان حافظ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کے اہل و عیال بھی تھے جن کی رفاقت میں وہ اپنے دکھ بھول جایا کرتے تھے۔ ان کا ایک بیٹا ان کی زندگی میں ہی فوت ہوگیا مگر اس کے باوجود ان کے دل سے اپنے گھر اور اہل خانہ کی محبت کم نہ ہوئی۔ حافظ نے 791 ہجری میں شیراز کے مقام پر وفات پائی اور مصلی کے مقام پر دفن ہوئے۔ ان کا مزار ہر خاص و عام کی زیارت گاہ ہے۔

حافظ شیرازی کی زندگی کے ابتدائی دور میں حملہ منگول کے بعد امیر مبارز الدین محمد بن شرف الدین مظفر مبیدی، یزد اور کچھ ارد گرد کے حصہ پر حکمران تھا اور نہایت ظالم بادشاہ تھا اس نے شیخ ابو اسحاق کو شکست دی اور اپنی حکومت جو کہ سلسلہ آل مظفر کہلائی اسکی بنیاد رکھی۔ اس سلسلہ کی حکومت ایران کے اکثر جنوبی حصہ پر قائم ہوئی اور پھر پورے ایران پر رہی سوائے اصفہان کے اور بالآخر 795 ہجری میں امیر تیمور کے حملہ سے اس سلسلہ کی حکومت ختم ہوئی اور گورکانی خاندان ”فارسی تواریخ میں مغل سلسلہ بادشاہت کو گورکانی خاندان کی حکومت کہا جاتا ہے“ کی حکومت شروع ہوئی۔

آل مظفر کے زیر تسلط علاقہ کا نقشہ

کلام حافظ میں سے چند اشعار بطور نمونہ کے پیش ہیں

دیوان حافظ جو شائع شدہ ہے اسکا پہلا شعر ہے:

اَلَا یَاَ اَیہا السَاقِی اَدِر کَاساً وَ نَاوِل ھَا
کہ عِشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکل ہا

کہ اے ساقی شراب کا جام اٹھا اور اسکا دور چلا کیونکہ عشق شروع میں آسان معلوم ہوتا ہے لیکن بہت مشکل ہے

اور غزلیات حافظ کا آخری شعرہ:

مکن ای صبا مُشَوَش سَرِ زُلفِ دلبَرَان رَا
کِہ ھَزَار جَانِ حافظ بِہ فدای تار مُویِیِ

کہ اے باد صبا تو میرے محبوب کی زلفوں کو پراگندہ مت کر کیونکہ اس کی ایک ایک زلف پر میری ہزار جانیں قربان ہیں.

ایک اور شعر میں اپنی شاعری کی نسبت حافظ کہتے ہیں:

حسن مہرویان مجلس گرچہ دل می‌برد و دین
بحث ما در لطف طبع و خوبی اخلاق بود

کہ بیشک خوبصورت لوگوں کا حسن دل اور دین دونوں ہی کو لے اڑتا ہے۔ لیکن ہم تو صرف طبیعت کی نرم خوئی اور اخلاق کی خوبی کی ہی بات

کرتے ہیں۔

دیوان حافظ میں حافظ شیرازی کی 23 رباعیات بھی موجود ہیں جس میں سے بطور نمونہ چند یہ ہیں:

عشق رخ یار بر من زار مگیر
بر خستہ دلان خردہ بہ یکبار مگیر
صوفی چو تو رسم رہروان می‌دانی
بر مردم رند نکتہ بسیار مگیر

کہ میرے محبوب کے حسین چہرہ کے عشق میں گرفتار ہونے کا الزام مجھ کمزور کو مت دو اور ٹوٹے ہوئے دل والوں پر ایک دم ہی نکتہ چینی مت کرو۔ اے صوفی! تو چونکہ سلوک کی راہ پر چلنے والے کے طریقہ کو اچھی طرح سے جانتا ہے اس لیے تو شراب نوشوں پر زیادہ نکتہ چینی نہ کر۔

مردی ز کنندہ در خیبر پرس
اسرار کرم ز خواجہ قنمبر پرس
گر تشنہ فیض حق بہ صدقی حافظ
سر چشمہ آن ز ساقی کوثر پرس

کہ دلیری اور بہادری کے بارہ میں خیبر کے دروازہ کو توڑنے والے سے پوچھو اور کرم کس طرح حاصل ہوتا ہے اس کے بارہ میں خواجہ قمبر سے پوچھو (قمبر حضرت علی رضی اللہ کے دربان کا نام تھا اور اسی طرح اسے حضرت امام حسن کی خدمت کا موقع بھی ملا) اور اگر اے حافظ تو اللہ تعالیٰ کے فیض پانے کا واقعی مشتاق ہے تو اس کا سرچشمہ کیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھو۔

ز روئ دوست دلِ دشمنان چہ دریابد
چراغ مردہ کجا شمع آفتاب کجا

کہ محبوب کے چہرہ سے دشمنوں کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوسکتا، بجھا ہوا چراغ کہاں اور ایک روشن سورج کہاں جب دونوں میں کوئی نسبت ہی نہیں تو وہ کیا فائدہ حاصل کرے گا۔

دیوان حافظ کی قدر ایرانی معاشرہ کی نظر میں

حافظ شیرازی کے کلام کو ایرانی معاشرہ میں بہت اہمیت حاصل ہے یہاں تک کہ اس بارہ میں مشہور ہے کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ہر ایرانی گھر

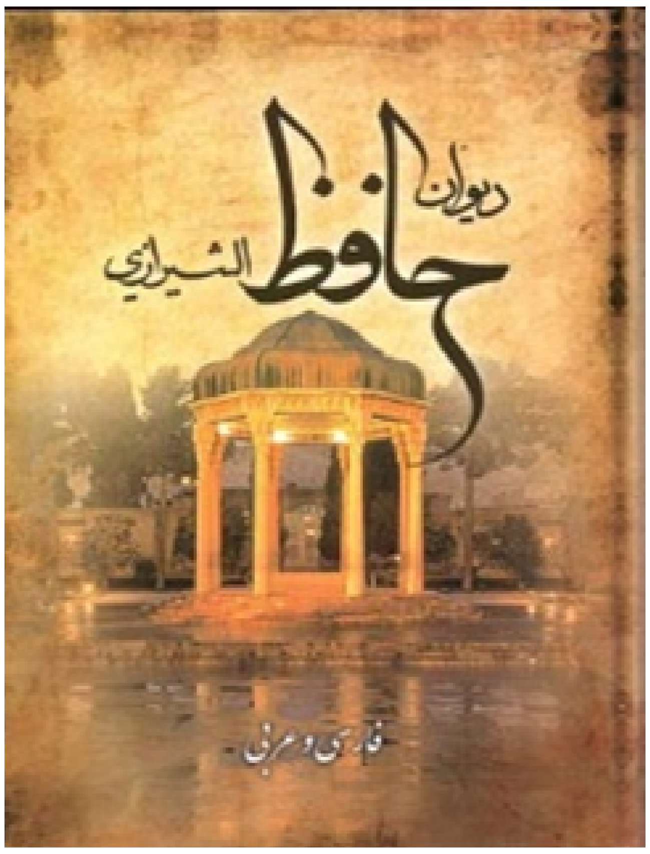

میں دو کتابیں ضرور ملیں گی، ایک قرآن اور دوسرا دیوان حافظ۔۔ان میں سے ایک کتاب لوگ پڑھتے ہیں اور دوسری نہیں۔

ایران میں 12/ اکتوبر کو ہر سال یوم حافظ کے طور پر منایا جاتا ہے۔

ایرانی معاشرہ کا سب سے بڑا تہوار، جشن نوروز ہے اس میں ایک خاص دسترخوان، سفرہ ہفت سین تیار کیا جاتا ہے اس میں سین سے شروع ہونیوالی 7 چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ سات اشیاء سیب، سبز گھاس، سرکہ، سمنو (ایک معروف ایرانی غذا ہے جس کو تیار کرنے میں گندم استعمال کیا جاتا ہے)، سنجد Russian Olive، سکہ اور سماق (ایک پودے کا پھل، ترش ہوتا ہے) اس پر موجود چیزوں میں سے ایک دیوان حافظ بھی ہوتا ہے۔

ایران میں دیوان حافظ سے فال لی جاتی ہے۔

فال لینے کی وجہ: حافظ شیرازی کا حافظ قرآن ہونا ہے۔ خدا تعالیٰ سے اس کا پختہ تعلق ہونا، ایرانیوں کا اعتقاد کہ حافظ اپنے اشعار میں غیب کی باتیں کرتا ہے۔

دیوان حافظ میں موجود موضوعات

حافظ کا کلام چونکہ غزل پر مشتمل ہے اسلئے اس نے عشق و شراب کی شان میں اشعار کہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے مذہبی طبقہ کی منافقت کو بھی اپنا موضوع بنایا ہے۔ چھ سو برس پہلے حافظ نے کہہ دیا تھا کہ

واعظان کاین جلوہ در محراب ومنبر می کنند
چون بہ خلوت می روند آن کار دیگر می کنند
مشکلی دارم ز دانشمند مجلس بازپرس
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر می کنند

منبر ومسجد میں کھڑے جو مبلغ اپنی پارسائی کی نمائش کرتے نہیں تھکتے، تنہائی میں اس وعظ کے علاوہ کچھ اور ہی اعمال بجالاتے ہیں۔ میرا ایک سوال ہے جو تم مجلس کے دانا شخص سے پوچھو۔ وہ جو ہمیں ہر وقت توبہ کا سبق دیتے ہیں، خود اس پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

اس کے علاوہ دو مثنوی بھی حافظ نے اپنے دیوان میں کہی ہیں اور 4

قصائد بھی موجود ہیں۔ حافظ کی مشہور مثنوی کے چند اشعار کچھ یوں ہیں:

بیا ساقی آن می کہ حال آورد
کرامت فزاید کمال آورد
بہ من دہ کہ بس بیدل افتادہ ام
وزین ہر دو بی حاصل افتادہ ام

کہ اے ساقی مجھے ایسی شراب دے کہ جو مجھ پر حال طاری کر دے اور میری کرامت کو بڑھا دے اور کمال عطا کر دے مجھے یہ شراب جلد عطا کر دے کیونکہ میں یہ دونوں یعنی کمال اور کرامت مجھے حاصل نہیں ہوا ابھی تک۔

دیوان حافظ حافظ شیرازی کا فارسی مجموعہ کلام ہے دیوان حافظ میں پانچ سو غزلیں اور بہت سی رباعیاں، قصیدے اور قطعات موجود ہیں اس میں کل 4797 اشعار موجود ہیں حافظ شیرازی کے دیوان کے خطی نسخے ایران، ہندوستان، افغانستان، پاکستان اور ترکی کے کتب خانوں میں بھی موجود ہیں۔ حافظ شیرازی کو غزل گوئی میں مہارت حاصل تھی اور انہیں فارسی غزل کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ دیوان حافظ کے ترجمے پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ حافظ شیرازی کو حافظ قرآن ہونے کی بنا پر حافظ کا لقب دیا گیا تھا۔ حافظ شیرازی نے اپنے اشعار میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دیوان حافظ میں موجود اشعار 23 بحروں میں کہے گئے ہیں:

گر نور عشق حق بہ دل و جانت اوفتد
باللہ کز آفتاب فلک خوب تر شوی
فاش می گویم و از گفتہ خود دلشادم
بندہ عشقم و از ہر دو جہان آزادم

اگر خدا تعالیٰ کا عشق تیرے دل و جان میں گھر کر جائے تو خدا کی قسم تو آسمان میں موجود سورج سے بھی زیادہ بہتر ہو جائے گا میں بانگ دہل یہ کہتا ہوں اور اپنی اس بات پر مجھے فخر ہے کہ میں عشق کا بندہ ہوں اور دونوں جہانوں کی فکروں سے آزاد ہوں۔

بقیہ: ممکنہ تیسری عالمی جنگ از صفحہ 06

آبادی میں ہونے والی ہلاکتیں لگ بھگ بیس ملین اور فوجیوں کے اس جنگ میں کام آنے کی تعداد پانچ ملین شمار کی گئی تھی۔ اس طرح کل ہلاکتوں کی تعداد پچیس ملین بنتی ہے۔

پنجم۔ دوسری عالمگیر جنگ

یکم ستمبر 1939ء کو جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ یہ جنگ چھ سال جاری رہی اور 8/ مئی 1945ء کو اس کا اختتام ہوا۔ اس جنگ میں لگ بھگ پینتالیس سے ساٹھ ملین لوگوں نے جانیں گنوائیں جس میں ایک اندازے کے مطابق چھ ملین یہودیوں کو جرمن کی نازی پارٹی نے قتل کیا۔ بعض ویب سائٹس پر جانی نقصان کا اندازہ ساٹھ ملین بھی بتایا ہے۔ عالمگیر جنگ عظیم اول اور دوم کا تفصیلی ذکر الگ سے بھی اگلے صفحات میں آئے گا۔

ششم۔ دوسری کانگو جنگ

اس جنگ کو دنیائے افریقہ کی جنگ بھی کہا جاتا ہے اس جنگ میں کانگو، زمباوے، نمیبیا، انگولا، چاڈ، سوڈان، راونڈا، یوگنڈا اور زائرے یعنی 9 ممالک نے حصہ لیا۔ یہ جنگ 1998ء سے شروع ہو کر 2003ء تک جاری رہی تھی۔ اس جنگ میں ہونے والی ہلاکتوں کے علاوہ جنگ کے باعث آنے والے قحط، بیماریوں اور نسل کشی کے ہاتھوں ہلاکتوں کی تعداد پانچ ملین اور چار لاکھ کے لگ بھگ شمار کی گئی تھی۔

ہفتم

امریکہ کی جنوبی نفسیاتی کیفیت اور اس کی شمالی ویتنام، عراق، کویت اور افغانستان پر مسلط کردہ جنگیں۔

الف۔ امریکن ویتنام جنگ

ویتنام کی جنگ کا آغاز اگست 1946ء کو ہوا۔ اس وقت ویتنام کے قریب سمندر میں دو امریکن جنگی جہاز موجود تھے۔ جنگ کا آغاز کرنے کے لئے امریکہ کوئی بہانہ تلاش کر رہا تھا تا وہ جنوبی ویتنام کی حمایت میں شمالی ویتنام کو شکست دے کیونکہ جنوبی ویتنام غیر اشتراکی اور شمالی ویتنام اشتراکی ملک تھا اور دونوں ایک دوسرے سے جنگ لڑ رہے تھے۔ اس جنگ میں جو بمباری وہاں پر کی گئی اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ اس جنگ میں ساڑھے آٹھ سال کے عرصے میں دن رات بمباری کی جاتی رہی اور اس کا وزن پچیس لاکھ ٹن بنتا ہے۔

داؤد رشید۔صدر جماعت احمدیہ شمالی فرانس

فرانس کے شمال میں نویں بین المذاہب کانفرنس

قرآنی تعلیمات کے مطابق جماعت احمدیہ عالمگیر ساری دنیا میں بین المذاہبی ہم اہنگی کے لئے بین المذاہبی کانفرنسز منعقد کرتی ہے۔گزشتہ 15 سالوں سے فرانس میں مرکزی مشن ہاؤس میں مرکزی سطح پر ہر سال کسی ایک موضوع پر کانفرنس منعقد کی جاتی ہے۔اور کئی سالوں سے فرانس کی لوکل جماعتیں بھی اپنی سطح پر باقاعدہ ایسی کانفرنسز منعقد کرتی ہیں۔

فرانس کے شمالی ریجن (France ـde ـHauts) کی جماعت جو پیرس سے 250 کلومیٹر شمال میں ”بیوغاج“ (Beuvrages) میں واقع ہے، نے 13/ نومبر 2022 کو اپنی نویں بین المذاہب کانفرنس منعقد کی۔امسال اس کانفرنس کا موضوع ”عالمی بحران اور امن کی راہ“ رکھا گیا۔ الحمدللہ اس کانفرنس میں جماعت احمدیہ کے علاوہ پانچ مذاہب (عیسائیت پروٹسٹنٹ و کیتھولک، بدھ مت، ہندومت اور یونی فیکیشن چرچ) کے نمائندگان نے شرکت کی۔ان مذہبی نمائندوں کے علاوہ علاقہ کے میئر مکرم علی بن یحییٰ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور اپنی دوسری مصروفیات کے باوجود تمام پروگرام میں شامل رہے۔فجزاہ اللہ خیراً

اس کانفرنس کی صدارت میئر موصوف نے کی۔کانفرس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم عزالدین صاحب نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم نعمان رشید صاحب سیکرٹری اشاعت نے سلائیڈز کی مدد سے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد تمام مذہبی نمائندوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ہندو مذہب کے نمائندہ۔Mr. Gaura Bakta نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے ساتھ پروگرام میں شامل ہونا ہمیشہ خوشی کی بات ہے۔گیتا ایک ایسی کتاب ہے جو بحران سے نمٹتی ہے لیکن سب سے بڑھ کر امن کے ساتھ۔ہمیں یہ جاننے کے لیے کسی ڈگری کی ضرورت نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، لیکن جو ہم نہیں جانتے وہ امن کا راستہ ہے۔ ہم اس دنیا میں آئے ہیں۔ ہم خدا کے قوانین کا احترام نہیں کرتے اور ہم نے خود کو خدا سے دور کرلیا ہے۔ جب آپ خدا سے محبت کرتے ہیں تو آپ اپنے پڑوسی سے محبت کریں گے کیونکہ خدا اس کے دل میں ہے۔ ہم سب خدا کے ابدی بندے ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی اطاعت کریں، دعا کریں، اپنے اور دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں۔ لہٰذا، ہمارا فرض ہے کہ ہم اُس کی التجا کریں اور اُس کی تعریف کریں، چاہے ہم امن کے لیے کسی بھی عقیدے کی پیروی کریں۔

بدھ مت مذہب کے نمائندہ Mr. LEFEBVRE Jacques-Jean نے سب کو سلام کرنے کے بعد موجودہ بحران سے متعلق کہا کہ ہمارے اپنے انتخاب کا نتیجہ ہوسکتا ہے کیونکہ ہم نے کائنات کے بعض قوانین کا احترام نہیں کیا ہے۔ ہم شاید محبت کا کردار کھو چکے ہیں۔ ہم جس چیز کا تجربہ کر رہے ہیں وہ امن، بھائی چارہ اور غیر مشروط محبت ہے اس کی مزید تفہیم کی طرف ایک قدم ہے۔تو یہ ہمیں روشنی میں لے آئے گا۔ مختصراً، بدھ کی تعلیم ہمیں کرما کے ذریعے ذمہ دار بننا سکھاتی ہے۔

عیسائی کیتھولک مذہب کے نمائندہ Mr.Callebeau Bruno نے کہا کہ آپ سب سے مل کر خوشی ہوئی۔سکون حاصل کرنے کے لئے خدا کی عظمت اور انسان کی عظمت کو جاننا ضروری ہے۔ انسانی حقوق کے متن سے مراد وہ حقوق اور فرائض ہیں جو امن قائم کرنے کے لیے انسان کو پورا کرنے چاہئیں۔ یہ ایک اخلاقی ترتیب قائم کرنے میں مدد کرتا ہے جو خدا پر مبنی ہے۔مشترکہ بھلائی کا تصور بہت ضروری ہے اور ہر ایک کی پہلی فکر ہونی چاہیے۔ ماتحتی کے اصول کا بھی احترام کیا جانا چاہیے۔ ہم سب کو کوشش کرنی ہے یعنی جہاد۔

عیسائی پروٹسٹنٹ مذہب کے نمائندہ Mr. LAVOISY Pierre نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تمام شاملین اور کانفرنس کی انتظامیاں کا شکریہ ادا کیا آپ نے کہا کہ ہم نے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس پر انصاف کے مطابق فیصلہ کیا جائے نہ کہ ہماری مذہبی یا فلسفیانہ من گھڑت باتوں پر۔ میں اس بارے میں بات کروں گا کہ ”امن کا کیا مطلب ہے“ ہمارے خالق کی طرف سے تحفہ۔ برائی کے خلاف لڑنے کے لیے آپ کو اپنے خلاف جنگ لڑنی ہوگی۔حقیقی سکون قلب ہے جس کا موازنہ مسلم جہاد سے کیا جا سکتا ہے جو اندرونی اور بیرونی امن کے لیے کوششیں کرتا ہے۔

یونیفیکیشن عقیدہ کی نمائندہ Mrs.Chantel ONANA نے تمام حاضرین کو سلام کے بعد بیان کیا کہ آج جو موضوع ہمیں یہاں اکٹھا کرتا ہے وہ عالمی بحران اور امن کا راستہ ہے۔ ہم تفریق، جدوجہد، جنگ، قحط اور امیر اور غریب کے درمیان فرق کے ذمہ دار ہیں۔ ہم سب کی ایک مشترکہ بنیاد ہے جو کہ خدا ہے۔کیا خدا جنگ، قحط چاہتا تھا یا غریب اور امیر میں فرق چاہتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ ہم ایک خاندان بنیں۔ خاندان میں ہی تمام رشتوں کا تعین ہوتا ہے۔ یہ تصور ہمیں امن کی طرف لے جا سکتا ہے۔ہمیں خدا سے مدد مانگنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم امن کا راج قائم کریں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے نمائندہ مکرم نصیر شاہد صاحب مربی سلسلہ نے اپنے خیالات کا اظہار یوں کیا کہ دنیا ایک بحران سے گزر رہی ہے۔ کافی عرصہ سے ہر روز صورتحال نئے تنازعات کو جنم دیتی ہے جو پچھلے تنازعات سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوسکتی ہے۔ انسان نے دو عالمی جنگوں کے باوجود کوئی سبق نہیں سیکھا۔اب ایسا لگتا ہے کہ یہ صورت حال دنیا کو تیزی سے تیسری عالمی جنگ کی طرف دھکیل رہی ہے جس کے تباہ کن اثرات انسانی سوچ سے بھی باہر ہوں گے۔ انسان کی طرف سے انسان کو پہنچنے والے اس تمام مصائب کی اصل وجہ کیا تھی؟ غربت؟ نہیں۔انسانی تنوع؟ نہیں۔مذہب؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ حالانکہ بدقسمتی سے لوگ سمجھتے ہیں کہ تمام تنازعات مذاہب کی وجہ سے ہیں۔ درحقیقت اس کی وجہ ناانصافی ہے جو غرور، خودغرضی اور غریب اور بے اختیار ممالک کے وسائل پر قبضے سے جنم لیتی ہے۔لیڈروں نے پچھلی جنگوں سے سبق کیوں نہیں لیا؟ اقوام متحدہ کیوں ناکام ہوئی اور انسانیت کو تباہی سے بچا نہیں سکی؟ اقوام متحدہ کے قیام کے باوجود ہم ایک نئی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ ایک دہائی سے زیادہ عرصے سے دنیا کو متنبہ کر رہے ہیں اور دنیا کے سیاسی رہنماؤں کو اپنے خطابات اور خطوط کے ذریعے امن کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔آپ نے دنیا کے سیاسی راہنماؤں کو اس بحران کا اسلام کے مطابق حل پیش کرتے ہوئے نصیحت کی کہ اسلامی انصاف سے کام لینے، دوسروں کی بھلائی کے لئے تعاون کرنے اور نیکی کی راہ پر چلنے کا کہتا ہے۔قرآن کہتا ہے جب دو گروہ آپس میں ٹکرا جائیں تو ان میں صلح کرانی چاہیے۔ قائدین سیاسی عزائم کی تسکین نہ کریں۔ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جب انسان ناکام ہوتا ہے تو خدا اپنے حکم کے مطابق بنی نوع انسان کی تقدیر کا تعین کرتا ہے۔لہٰذا اگر انسان اصلاح کرے اور خدا کی طرف رجوع کرے تو نجات پائے گا ورنہ اللہ کے عذابوں کا مزہ چکھنا پڑے گا۔

علاقہ کے میئر مکرم علی بن یحییٰ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تمام نظریات تعریف کے قابل ہیں آپ نے کہا کہ آج کل کے حالات میں ضروری ہے کہ سب مل کر رہے آپس میں بھائی چارہ قائم کریں دنیا ایک پر امن اور محبت کی حالت کو دیکھنا چاہتی ہے۔ آپ جس بھی عقیدہ سے ہوں یہ بات ضروری ہے کہ آپ کا اپنے پڑوسی کے ساتھ امن، محبت اور احترام قائم ہو، آخر پر آپ نے تمام شاملین کا شکریہ ادا کیا جماعت احمدیہ کو مبارکباد پیش کی اور اس قسم کے پروگرام کرتے رہنے کی درخواست کی۔

آخر پر دعا ہوئی اور تمام لیڈران کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب ”عالمی بحران اور امن کی راہ“ اور چند پمفلٹ بطور تحفہ پیش کی گئے۔ اور تمام شرکاء کی خدمت میں ماحضر پیش کیا گیا۔

قارئین کی خدمت میں چند مہمانوں کے تأثرات پیش کرتے ہیں:۔

ایک مہمان نے کہا، افسوس کہ یہ کانفرنس سال میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے۔ایک مہمان نے کہا کہ وہ کوشش کریں گے کہ نیشنل مذہبی کانفرنس میں جماعت احمدیہ کو شامل کریں۔ ایک مہمان کا کہنا تھا کہ ایسی باتیں جنہوں نے لاجواب کر دیا سب کو مل بیٹھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک مہمان کا کہنا تھا کہ جماعت احمدیہ کو مبارک باد اور ان کا مہمانوں کے لیے استقبال پر بہت خوش ہوں ایک لمحہ کے لیے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے کسی اور دنیا میں ہوں۔ تمام مہمانوں نے مکرم مبلغ انچارج نصیر احمد شاہد صاحب کے بیان کردہ جماعت احمدیہ کے موقف کو بہت پسند کیا۔

اس کانفرنس میں 28 مہمانوں سمیت کل حاضری 85 رہی۔اس سال محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پروگرام کو یوٹیوب پر لائیو نشر کیا گیا جس میں شاملین کی تعداد 190 رہی۔ اس طرح کل 275افراد نے کانفرنس میں شمولیت اختیار کی۔

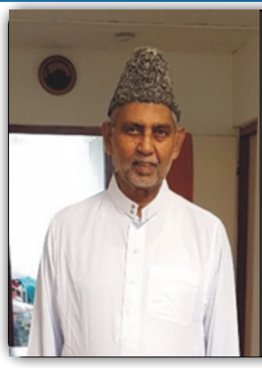

محمد امین خالد۔ ہمبرگ جرمنی

گروہ ذِلّت سے ہو راضی اس پر سو (100) عزّت نثار
اسیری کی ایک دلگداز داستان

خاکسار نے گورنمنٹ طبیہ کالج سے حکمت کا چار سالہ کورس مکمل کیا اور اپنے آبائی شہر کھڑیانوالہ (ضلع فیصل آباد) میں پریکٹس شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضل و احسان سے مریض شفاء کی نعمت سے بہرہ ور ہونے لگے۔ چنانچہ اُن کی بکثرت آمد شروع ہوگئی۔ دو اڑھائی سال میں یہ کاروبار پورے عزّو وقار اور شان و شوکت کے ساتھ بڑھتا چلا گیا۔ خاکسار نے اول دن سے ہی کلمہ طیبہ، قرآن پاک کی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ اشعار خوبصورت اور رنگین چارٹس کی صورت میں ڈسپنسری میں آویزاں کئے ہوئے تھے۔ لوگ بڑی محویت اور انہماک سے ان کا مطالعہ کرتے تھے۔ ان کے باعث بے ساختہ طور پر زبانی دعوت الی اللہ کا ماحول پیدا ہو جاتا تھا۔ متعصب اور معاند افراد کے دل و دماغ میں یہ بات کانٹے کی طرح کھٹکتی تھی۔ مولوی صاحبان جن کا باہم کبھی کسی دینی مسئلہ پر اتفاق نہیں ہوا، احمدیت کے خلاف فوراً شیروشکر ہو جاتے ہیں ان کے باہمی صلاح مشورے اور سازش کے نتیجہ میں میرے گردو پیش مسجدوں کے لاؤڈ سپیکر گونجنے لگے۔ احمدیت کے خلاف ہرزہ سرائی اور اشتعال انگیزی ان کا معمول بن گیا۔ خطبوں وغیرہ میں اسی ایک موضوع پر فتنہ پرور تقاریر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پیسے کے لالچ میں پاکستان میں بعض نام نہاد معالج نشہ آور ادویات کی فروخت کا ذلیل اور قبیح کاروبار چلا بیٹھے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میرے پاس بھی ایک تعداد ایسے عناصر کی آنا شروع ہوگئی۔ جن میں ناخواندہ اشخاص کے علاوہ بعض تعلیم یافتہ افراد بھی شامل تھے۔ یہ لوگ مجھ سے منشیات طلب کرتے، میرے انکار اور اسے غلط اور ناجائز کہنے پر وہ کہتے یہ وعظ و نصیحت چھوڑو اور دوسروں کی طرح پیسہ کماؤ۔ یہ بات تو ان کے شعور سے غائب تھی کہ اس ضمن میں کوئی حلال و حرام کی تمیز کرنے والا بھی ہوسکتا ہے۔ وہ میرے ساتھ بدتہذیبی سے پیش آتے اور دھمکیاں دے کر جاتے۔ میرے خلاف ایسے افراد کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔

انہی حالات و واقعات کے دوران ایک دن تھانیدار نے مجھے تھانے بلایا اور ”اسقاطِ حمل“ کی دوائی طلب کی۔ میں نے اسے سمجھایا کہ یہ تو ناجائز ہے، گناہ کی بات ہے۔ اس کے اصرار پر مزید سمجھایا کہ قانون، مذہب، سماجی اور معاشرتی اخلاق و ضوابط غرضیکہ ہر زاویہ نگاہ سے یہ ایک انتہائی گھناؤنا اور بھیانک فعل ہے۔ میرے اس سمجھانے کا بڑا منفی اثر ہوا۔ وہ غصہ میں لال پیلا ہوگیا۔ یہ اس کی توقع کے خلاف تھا کہ کوئی معالج اس کے مذموم عزائم میں اس کی معاونت سے انکار کی جرأت کرے۔ اسی غیظ وغضب کی کیفیت کے زیر اثر تھوڑا عرصہ بعد اس نے مجھے پھر تھانے میں طلب کیا۔ دواخانہ میں کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کا حوالہ دے کر خاکسار کو دشنام طرازی اور سبّ وشتم کی انتہا کر دی۔ اب میرے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشی حالات کی ایک مثلث تیار ہو چکی تھی جس کا ایک ضلع مولوی حضرات تھے تو دوسرا زاویہ نشہ باز لوگ تھے اور تیسری طرف پولیس تھی۔ ان تینوں گروہوں کی طرف سے دھمکی آمیز پیغامات ملنے لگے۔

14/ستمبر 1987ء کو پولیس نے ایک طے شدہ سازش کے تحت رات کے دس بجے یکدم چھاپہ مارا۔ مجھے اور میرے نوجوان بھتیجے تنویر احمد اور میرے بہنوئی فیض احمد صاحب کو تھانے لے گئے۔ مجھے اور تنویر احمد کو جاتے ہی حوالات میں بند کر دیا۔ خاکسار نے تھانیدار سے پس دیوارِ زنداں رکھنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب میں گالیوں کی بوچھاڑ سے مزید عزّت افزائی کی۔ بُرے لوگوں میں کوئی کوئی شریف النفس بھی ہوتا ہے۔ ایک اے۔ ایس۔ آئی صاحب خود اور اس کے اہل خانہ میرے زیر علاج رہ چکے تھے۔ رات کو انہیں میرے حوالات میں ہونے کی اطلاع ہوئی۔ وہ گیارہ بجے شب تھانے پہنچے۔ ہمیں بڑے تپاک اور گرم جوشی سے ملے۔ حالات اور مقدمہ کے کوائف معلوم کر کے بتایا کہ ایس۔ ایچ۔ او نے آپ دونوں کا دفعہ 298C کے تحت اس بناء پر چالان کر دیا ہے کہ آپ نے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کو اپنے مطب میں لکھ کر آویزاں کیا ہے۔ نیز چھ میل دور جا کر گھسیٹ پور نامی قصبہ کی مسجد احمدیہ پر چشم دید گواہان کی موجودگی میں کلمہ شریف تحریر کیا ہے۔ مزید برآں اس اے۔ ایس۔ آئی نے یہ خاص اطلاع بھی دی کہ مخالفین کے شدید اصرار پر آج رات آپ کو ظالمانہ تشدد کے ذریعہ ادھیڑ کر رکھ دینے اور مار مار کر ہڈی پسلی ایک کر دینے کا منصوبہ ہے۔ اے۔ ایس۔ آئی کے ذریعہ ایس۔ ایچ۔ او کو تشدد سے باز رہنے پر آمادہ کیا گیا۔

جرم کی نوعیت سے آگاہی نے اطمینان قلب کا سامان بہم پہنچایا ورنہ ان سے کچھ بعید نہیں تھا کہ یہ کوئی گندا، اخلاقی جرم تراش کر اس میں ملوث کر دیتے۔ دفعہ 298C کا ہم پر اطلاق تھا۔ اس جرم کی سزا ”موت“ تھی۔ مگر پھر بھی دلی سکون کی دولت سے بہرہ اندوز تھے کہ کلمہ شریف کے نام پر موت کا سزاوار ٹھہرایا جا رہا ہے۔

کہاں ہم اور کہاں یہ مقام اللہ اللہ!

حوالات میں رات کا وافر حصہ ذکر الٰہی اور نوافل میں بسر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل تھا کہ اس نے کسی بڑے اخلاقی الزام سے حفاظت کے علاوہ ظالمانہ جسمانی تشدد سے بچاؤ کے وسائل میسر فرمائے۔

صبح پولیس کی حراست میں ہی نماز فجر ادا کی۔ حوالات سے باہر نکالے گئے تو گھسیٹ پور سے گرفتار کر کے لائے گئے اپنے احمدی بھائیوں، عزیزوں کو تھانے میں موجود پایا۔ قدرے وقفہ کے بعد معلوم ہوا کہ ہم ایک ہی مقدمہ میں ماخوذ ہیں۔ بعدہٗ ایف۔ آئی۔ آر سے انکشاف ہوا کہ مقدمہ کی ابتدائی رپورٹ میں خاکسار اور تنویر احمد کا ہی نام درج ہے۔ باقی سب کو ضمانت قبل از گرفتاری کے باعث آزاد کر دیا گیا۔ قرین فہم یہی امر ہے کہ پولیس کی جانب سے ہی قرعہ فال آغاز سے ہی ہم دو دیوانوں کے نام نکالا جا چکا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک فارسی شعر میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ عاشق صادق کو اگر قضائے الٰہی سے قید و بند کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں تو وہ ہتھکڑیوں کو چومتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ وہ انہیں سونے کے کنگن سمجھتا ہے۔

15/ستمبر 1987ء کو حضور علیہ السلام کے ان دو ادنیٰ غلاموں کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ یہ لائق فخر اور قابل صد افتخار یادگاری کنگن انہیں بھی پہنا دیئے گئے۔ پولیس کی گاڑی ہمیں لے کر تحصیل ہیڈ کوارٹر جڑانوالہ پہنچی۔ وہاں ہمیں گاڑی سے اتارے بغیر متعلقہ افسر سے دستخط کروا کے فیصل آباد سنٹرل جیل پہنچا دیا گیا۔ ہم جڑانوالہ عدالت میں ضمانت کے لئے پر اُمید تھے مگر وہاں ہمارے اُترنے کی نوبت ہی نہیں آنے دی۔ یہ پولیس کی ایک طے شدہ چال تھی۔ جڑانوالہ سے فیصل آباد تک دو پولیس والے ہمیں بذریعہ بس لے کر گئے۔ لوگ راستہ میں ہمیں گھور گھور کر دیکھتے تھے۔ بعض کے بات کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے تاثرات کچھ اس قسم کے تھے کہ شکل سے تو بھلے لگتے ہیں مگر نہیں معلوم کہ اندر سے کتنے بڑے جرائم پیشہ ہوں گے۔ بعض بندگانِ خدا کے اِستفسار پر جب یہ بتایا گیا کہ کلمہ شریف پڑھنے کے جرم میں گرفتار ہیں تو وہ حیرت سے منہ تکتے رہ گئے کہ یہ کیسا فقید المثال جرم ہے؟ اکبر الہ آبادی کا یہ شعر کسی وقت بڑا عجیب لگا کرتا تھا کہ

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبرؔ نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

لیکن بطور مزاح پڑھا جانے والا یہ شعر اندھیر گردی کی بدولت اس دور میں حقیقت بن کر سامنے آ گیا۔

15/ستمبر 1987ء کو ہم شام کے وقت فیصل آباد سنٹرل جیل کے اندر تھے۔ جامہ تلاشی ہوئی۔ ہر موجود چیز لے لی گئی۔ گھر کے کپڑے اتروا کر جیل کا ”شاہانہ“ لباس پہنا دیا گیا۔ ہم بڑے سج گئے، کچھ اور ہی ٹھاٹھ باٹھ ہو گئے ہم غلامانِ مسیح محمدیؐ کے اُس دن کے جیل میں داخل شدہ اسّی کے قریب قیدیوں کے ساتھ ہمیں ایک بیرک میں رکھا گیا۔ رات قیدیوں کی مجلس جم گئی۔ ہر ایک سے اس کی معرکہ آرائیاں، کارہائے نمایاں اور المیہ داستانیں سنی جا رہی تھیں۔ جو اُن کے لئے پس دیوار زنداں بند کئے جانے کا موجب بنیں۔ ہماری باری آنے پر خاکسار نے تعارف کروایا اور بتایا کہ عصر حاضر میں حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت مقدر تھی۔ علماء زمانہ کی مخالفت و معاندت وغیرہ موضوعات پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ بالآخر گزارش کی کہ کلمہ طیبہ جو ہماری جان ہے کا احترام کرنے پر ہم قید ہوئے، سبھی زندانی حیران ہوئے کہ یہ کیسا منفرد عدیم النظیر قسم کا جرم ہے؟

اگلے دن 16/ ستمبر 1987ء کو حسبِ قواعدِ جیل ہر قیدی کو اس کے جرم کے مطابق جیل کے مختلف حصوں میں منتقل کر دیا گیا۔ ہم دفعہ C/298 کے پیش نظر "بارہ چکی" جو اس جیل کی "اعزازی اقامت گاہ" ہے میں جاگزین ہو گئے۔ اس "اعلیٰ ترین رہائش گاہ" میں وہ مہمانانِ گرامی فروکش ہوتے ہیں جن کے خلاف سزائے موت یا عمر قید کے لئے مقدمات کی سماعت جاری ہو۔ جیل کی اس اعزازی اقامت گاہ میں بطور "مہمانانِ گرامی" قیام کا شرف دین کی خدمت گزار احمدی مجاہدین کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دارو رسن کہاں

اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں ایک صاحبِ علم و عمل اور اہل اللہ بزرگ حضرت سرمد رحمۃ اللہ علیہ ہوئے ہیں۔ علماءِ سُوء اُن سے حسد کرنے لگے اور اُن کے درپے آزار ہو گئے۔ اُن پر فتویٰ لگا دیا کہ چونکہ یہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں اور ساتھ محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے اس لئے واجب القتل ہیں۔ انہوں نے اپنی شہادت سے قبل یہ شعر کہا کہ:

عمر یست کہ آوازہ منصور کہن شُد
من از سر نَو جلوہ دہم دار و رسن را

یعنی بڑی عمر گزر چکی ہے کہ منصور نے جو آوازِ حق بلند کیا تھا وہ پرانا ہو چکا ہے میں از سر نَو پوری آب و تاب کے ساتھ پھانسی کے سامنے جلوہ گر ہوں گا۔

آج کچھ اسی قسم کے حالات کا احمدی دوستوں کو بھی سامنا ہے۔ اس جیل میں ہم دیکھ رہے تھے کہ اطفال و خدام اور انصار اللہ کے زمانہ کے کئے ہوئے عہدوں کے ایفا کا وقت آ گیا ہے۔ بارہ چکی میں بارہ کمروں میں سے کمرہ نمبر 1 ہمیں الاٹ کیا گیا۔ کیونکہ ہم تھے بھی شاید نمبر 1 قسم کے ہی مجرم۔

جس تبلیغ کی سزا میں ہم وہاں گئے تھے اس کا موقع ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے پیدا کئے ہی رکھتے تھے۔ جیل کے افسران، کھانا لانے والے لوگ اور ملنے جلنے والے افراد سے یہ سلسلہ ہوتا رہتا۔ پھر جس اذان کے ہونے پر کئی سال کی سزا مقرر ہے۔ ہم اِس "آوازِ حق" کو بلند کر کے پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ ہماری وہی حالت تھی۔

مریضِ عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اس وارڈ میں ہماری ڈیوٹی صفائی پر لگا دی گئی اور کچھ پاگل قسم کے نمبردار بھی ہمارے اوپر مقرر کر دیئے گئے۔ وہ نہایت فرمانبرداری اور تندہی سے کام کرتے ہوئے بھی گندی گالیوں سے ہماری عزّت افزائی کرتے رہتے۔ اُن کی اس نوازش پر ہمارا ایمان اور بھی صیقل ہو کر چمکتا اور بفضل ایزدی ہمارے دل پریشانی اور تکدّر کی آلودگی سے پاک رہتے کیونکہ ہم تو اُس عالی وقار آقاؐ کے ادنیٰ غلام تھے جس نے ربِّ کریم کی بارگاہ میں یہ عظیم الشان اعلان کیا۔

کام کیا عزّت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلّت سے ہو راضی اُس پہ سَو عزّت نثار

ہم بھی اللہ تعالیٰ کے دربار میں اپنے جذبات کی قربانی کا کچھ اسی قسم کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔ اِن گالیوں کو پھول سمجھتے ہوئے برداشت کرتے اور بقول غالب گالیاں کھا کر بے مزا نہ ہوتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے گالیاں سُن کر دعائیں دیتے۔ علاوہ ازیں زندان میں قیدیوں کا کھانا سوکھی سیاہی مائل روٹی اور دال پر مشتمل ہوتا تھا۔ اگر اس انداز میں آلام و مصائب نہ ہوں تو اِسے جیل کیوں کہا جائے۔ پہلے دن میرا "قید کا ساتھی" تنویر احمد اس کھانے کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ میں نے یہ کہہ کر اس کی ڈھارس بندھائی کہ مقامِ شکر ہے کہ ہم کسی گندے اخلاق جرم میں جیل نہیں آئے۔ خوش قسمت ہیں ہم کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی توفیق پائی۔ ہم خداوندِ قدّوس کے نام پر جیل آئے ہیں۔ مسیح محمدیؐ کے غلام ہونے کے ناطے میرے لئے یہ دنیا کی ہر نعمت سے اعلیٰ ہے۔ ہم انہی حسین اور خوشگوار حقیقتوں کے تصورات کے باعث اس "دعوتِ شیراز" کو تناول کرتے رہے۔ الحمدللہ۔ علیٰ اکرامہ۔ جیل کی مشقت کے دوران "دست با کار دل بایار" کی کیفیت رہی۔ موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کچھ اس قسم کے احساسات ہم پر حاوی تھے۔

اپنی تقدیر کو یوں بھی سنوارا جائے
لمحہ لمحہ تیری یادوں میں گزارا جائے

جیل میں بہت سے دوست ملاقات کے لئے آتے رہے جس برادرانہ تپاک اور خلوص کا اظہار ہوتا رہا اس کی نظیر عام دنیا کے رشتوں اور تعلقات میں ملنی ناممکن ہے۔ احمدیت نے جس ہمہ گیر برادری میں ہمیں منسلک کیا ہے یہ بھی اپنی ذات میں ایک نشان ہے۔

اس قید میں "اسیرانِ راہِ مولیٰ" کی قدر و منزلت اور منصب و مقام کو سمجھنے کا بہترین موقع میسر آیا اور ان کے حق میں دل کھول کر دعاؤں کی توفیق پائی۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والے اسیرانِ راہ مولیٰ کے کیا مراتب ہیں۔ اس ضمن میں حضرت مولانا غلام رسول راجیکیؓ کا ایک شعر اس حقیقت کی بطریقِ احسن ترجمانی کرتا ہے۔ فرماتے ہیں:

یوسف بن نہیں سکتا جو زندانوں سے بچتا ہے
ہوا کیا اس زمانہ میں جو وقفِ امتحاں تم ہو

اسی اسیری کے دور میں ایک بار ایک افسر رات دو بجے گشت پر آیا۔ میں تہجد کی نماز ادا کر رہا تھا۔ اُس نے اپنے ساتھی سے اِستفسار کیا کہ اس کمرے میں کون ہے؟ میں نے سلام پھیر کر اُسے السلام علیکم کہا اور تعارف کروایا۔ اور اپنی وجہ دار و گیر پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ بڑا متاثر ہوا اور کہا کہ "پاکستان کے ملّاں میں خوفِ خدا نہیں یہ بدمعاشی پر اُتر آیا ہے۔"

بالآخر 25/ ستمبر 1987ء کو ضمانت پر رہائی پا کر ہم گھر پہنچے۔ گھر میں خاکسار ایک دلگداز منظر دیکھ کر مضطرب ہو گیا۔ دیکھا کہ میرا چھوٹا بیٹا بعمر ایک سال ہیضے کے مرض میں مبتلا ہے۔ مرض آخری درجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ بچہ زیست و موت کی کشمکش میں ہے۔ ڈاکٹر لاعلاج قرار دے چکا ہے۔ کوئی دوائی مؤثر نہیں ہو رہی۔ ایسی بے بسی کی حالت دیکھ کر عاجز دُعا کی طرف متوجہ ہوا۔ کچھ دیر بعد بغیر کسی دوائی کے بچے کی حالت معجزانہ طور پر خود بخود سنبھلنی شروع ہو گئی۔ صبح تک وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ گھر آتے ہی ہم سب افراد خاندان کے لئے بچہ کی صحتیابی ایک معجزہ اور نشان سے کسی طرح کم نہ تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اُس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

سو یہ ہے ایک اسیر راہِ مولیٰ کی داستان! اس بندۂ ناچیز نے کچھ وقت کے لئے یہ شرف و اعزاز حاصل کیا۔ رب ذوالجلال کی عظمت اور دین کی سربلندی کی خاطر دکھ اٹھانا اور جان قربان کرنا خدائی جماعتوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ قربانیوں کی حرارت سے تپ کر الٰہی جماعتیں عظمتِ کردار اور پاکیزگی کے لحاظ سے کُندن بن کر نکلتی ہیں۔ آج اخلاص اور جانثاری کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو رہا ہے۔ کاروانِ احمدیت اِن سرفروشوں کے جلو میں آگے بڑھ رہا ہے۔ وہ دن دور نہیں جب یہ فدا کاریاں تاریخ کا حصہ ہو کر مینارِ نور بن جائیں گی اور مستقبل میں قومیں ان شاء اللہ اس نور سے راہنمائی حاصل کر کے پیش قدمی کریں گی۔ ان شاء اللہ

درخواست دعا

• مکرم عبد الحیٔ خان صدر جماعت۔ رچمنڈ پارک یہ اعلان کرواتے ہیں:

کچھ عرصہ ہوا خاکسار کا برین ٹیومر کی تشخیص کے بعد علاج جاری ہے اور اب 12/ جنوری 2023ء بروز جمعرات سینٹ جارج ہسپتال لندن میں سرجری ہو گی۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب فرمائے، ہر قسم کی پیچیدگی اور تکلیف سے محفوظ رکھے اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ایڈیٹر کے نام خطوط

- **مکرم محمد اسلم ناصر۔ آسٹریلیا سے لکھتے ہیں:**

عاجز آپ کی پوسٹ سے پہلے ہی اکثر ساری الفضل پڑھ لیتا ہے۔ مؤرخہ 3/ جنوری 2023ء کے شمارے میں حضرت بدھاؑ کے پیالے کے متعلق تحقیقی مضمون پڑھنے کا بہت مزہ آیا۔ اسی طرح تعلق باللہ کا مضمون پڑھنے کا بہت فائدہ ہوا۔

- **مکرمہ برکت ناصر لکھتی ہیں:**

الفضل اخبار تو اللہ کے فضل سے جب سے ہوش سنبھالی تو والدین کے ہاتھ میں دیکھا۔ امی جان کی وفات کے وقت عمر تقریباً 93 سال سے زیادہ تھی۔ الفضل ہمیشہ ان کے پاس موجود ہوتا تھا۔ اب ہمیں بھی pdf کی صورت میں روزانہ یہ دولت مل جاتی ہے۔ روزانہ الفضل کی اشاعت کوئی معمولی بات نہیں۔ خدا کے فضل سے بہترین شمارہ جات اور مضامین آتے ہیں۔ ہمارے ساتھ تو آپ کا خاص شفقت کا سلوک ہے۔ مکرمہ امۃ الباری ناصر کے بعد آپ نے اس ناچیز کو بھی اس ہر دلعزیز الفضل میں جگہ دی۔ یہ میری نسلوں کے لئے بھی فخر وسعادت کا باعث ہے۔ آج کل ساری دنیا کی لجنہ آپ کے ساتھ اپنے صد سالہ جشن منانے کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔

پھر آپ نے ''مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی'' کے مضمون کو ایسا خوبصورت عنوان دیا ہے۔ جس کے لئے دل کی گہرائیوں سے آپ کی شکر گزار ہوں اور پیارے خلیفہ رابعؒ کی بھی جنہوں نے مجھے اور مکرمہ امۃ الباری ناصر کو آپا سلیمہ کے بازو قرار دیا۔ اب دور دور سے داد اور دعائیں موصول ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ بے شمار اجر عظیم عطا فرمائے آمین

اس کے علاوہ خصوصی نمبرز کی اشاعت بہت بڑا اور محنت طلب کام ہے جو آپ بہت عمدگی سے کرتے ہیں۔ میرا بھی ارادہ اور خواہش ہے کہ کچھ تحریر کر کے بھجواؤں۔ مطالعہ کی بہت پرانی اور پختہ عادت ہے لیکن اب نظر کی کمی کی وجہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کر پا رہی۔ مگر کوشش ہوتی ہے کہ ایک نظر پورے الفضل پر ضرور ڈالوں۔

- **مکرم سید حسین احمد لکھتے ہیں:**

مؤرخہ 3/ جنوری 2023ء کے شمارے میں مضمون بعنوان ''کیا پوروشاپورہ کا پیالہ واقعی حضرت گوتم بدھاؑ کا تھا'' از ڈاکٹر مبارز احمد ربانی لندن بہت ہی کمال کا ہے۔ اللہ آپ کو اور ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔ ایک گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس مضمون کے آخر میں جو حوالے لکھے ہیں اگر وہ انگریزی میں دوبارہ شائع کر دیں کیونکہ اردو کے حوالے بعض اوقات پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اور ڈاکٹر صاحب سے ایک اور درخواست کرنی ہے کہ اس موضوع پر مزید مضامین لکھیں۔ ہمارے نوجوانوں کے لیے بڑا ہی مفید مضمون ہے۔ کتاب مسیح ہندوستان تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی بنیاد ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے درخواست ہے کہ ان موضوعات پر سلسلہ وار مضامین تحریر کریں۔ تا کہ ہماری نوجوان نسل اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے۔ جزاك اللہ

فقہی کارنر

تہجد کا اوّل وقت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ رمضان شریف میں تہجد پڑھنے کے متعلق حضورؑ سے کسی نے سوال کیا یا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ تہجد کے لئے اوّل وقت اُٹھنا چاہئے نہ کہ عین نماز کے ذرا قبل...

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اوّل وقت سے رات کا حصہ مراد نہیں بلکہ تہجد کے وقت کا اوّل حصہ مراد ہے یعنی نصف شب کے جلد بعد۔

آنحضرتؐ کا بھی یہ طریق ہوتا تھا کہ تہجد ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ لمبی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو صبح کی اذان سے قبل کسی قدر استراحت کا موقع مل جاتا تھا لیکن نوجوان بچے اگر تہجد کی عادت ڈالنے کے لئے صبح کی اذان سے کچھ وقت پہلے بھی اُٹھ لیا کریں تو ہرج (اصل بمطابق سیرت المہدی) نہیں۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 671-672)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

آخری وصیت

آخری وصیت یہی ہے کہ ہر ایک روشنی ہم نے رسول نبی امیؐ کی پیروی سے پائی ہے اور جو شخص پیروی کرے گا وہ بھی پائے گا اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی کہ کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں رہے گی۔ زندہ خدا جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اس کا خدا ہوگا اور جھوٹے خدا سب اس کے پیروں کے نیچے کچلے اور روندے جائیں گے وہ ہر ایک جگہ مبارک ہوگا اور الٰہی قوتیں اس کے ساتھ ہوں گی۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82-83)

مرسلہ: امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

طلوع وغروب آفتاب

10/ جنوری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:39	17:56
مدینہ منورہ	05:45	17:51
قادیان	06:03	17:42
ربوہ	05:43	17:22
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:35	16:17